







حمد سجدات واجب جو دو لائق ہے کہ اُس نے اپنی صفات عینہ کو باشکال گونا گور  
 ظاہر فرمایا ابیات گہنی بر شکل آدم گاہ تویا، گہنی بر شکل موسیٰ گاہ عیسیٰ، بہ صورت  
 نمود اود ذات خود را، ندارد اول و آخر ہویدا، اور بایں مہم بی چون و بیگو نگلی بہزار چونی  
 جگو نگلی عرضہ ظہور میں آیا بیت طرفیہ رنگیہ کہ دارد رنگہای بیشمار، طرفہ بی شکلیہ  
 دارد شکلیہا صد ہزار ہو اول ہو الاخر ہو الظاہر ہو الباطن اسکی شان  
 بیت ہے علما پر مشکل سخن یہ کہ کیونکر، حوادث میں نور قدم دیکھتے ہیں، یہ تمثیل  
 خاطر میں لیکے نہ آئی، ہم جس طرح موج ویم دیکھتے ہیں، اور شکر بعد اُس محیط اشیا کو زیبا  
 کہ جس نے حقیقت انسان کو آئینہ ذات و مظہر صفات اپنا بنایا اور خلقت کے انسان پر  
 وصفی و خلقت انسان میں نور ذاتی ایک جسم نوری پر کس خوبی سے پہنایا کہ اس  
 سرور میں کوئے سبحان ما اعظم شأنہ بول اٹھا اور کوئی لا الہ الا انا پکارنے لگا  
 اور کوئی انا الحق کہنے سے دار پر کہنچا گیا اور کوئی مالک فی جیبی سوی اللہ کہنے  
 وغیرہ حضرت نور باعث ظہور پر جس نے غیر ہستی عالم ہستی میں کہولا اور

صلوۃ استقبلہ برہی دعا قبول نہوی تب جمیع میوے جیلان مجتمع ہوئے حضرت ام  
عنبہ علیہہا السلام پر حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ آپ دعا فرما میں تاکہ پانی بر سے سوکھ جائے  
عالیہ ولیہ نے اپنے گہر کا فرش جھاڑا اور کہا یا الہی میں نے فرش جھاڑا ہے اس سے گزرتی ہے  
تو پانی برساکہ نہ غبار رفع ہوا سیدم دریائے رحمت نے جوش مارا اور ابرایا اور برسنا  
شروع ہوا کہ مشایخ جیلان ہیگتے اپنے گہر آئے اور حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کے ایک  
بیٹے ابوالحسن عبداللہ بڑے عالم باعمل ریور صلاح و تقویٰ سے آراستہ و پیراستہ تھے اور عمر  
میں آنجناب سے چھوٹے انہوں نے عین شباب میں وفات پائی مرقد شریف آنکا جیلان  
ہے اور حضرت کی ایک بہن بہن سماء نصیبہ الکوہی خدائے مظهر کرامات فرمایا تھا فتوحات  
مکیہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عمر بنی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ ایام حمل میں ایک روز والدہ  
حضرت شیخ عبدالقادر کو چھینک آئی تو انکی زبان سے نکلا الحمد للہ حضرت شیخ نے  
جواب دیا کہ یوحنا اللہ اس کلام کو حاضرین نے بخوبی سنا اور بعض کتب میں لکھا ہے  
کہ جس روز حضرت ام الخیر حاملہ ہوئیں تو خواب دیکھا کہ آفتاب میرے گود میں گرا ہے اور  
اہل تعبیر لکھتے ہیں کہ آفتاب کو رو یا میں دیکھنے سے طاقات سلطانی حاصل ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ  
حضرت غوث سلطان الاولیاء تھے اور تولد آنجناب قبل طلوع آفتاب روز دوشنبہ اکیسویں رمضان  
سال چار سو ست و بروایت چار سو اکہتر ہجری میں ہوا ہے اور عمر والدہ حضرت کی سا ہتھ بڑ  
کی ہو چکی تھی اور جسدن حضرت پیدا ہوئے تمام دن دودہ نہیں پیا اسوجہ سے کہ ماہ رمضان تھا  
اور جب یہ حال گذرا تو مردم شہر میں شور مچا کہ ایک اشرف کے گہر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کہ  
رمضان میں دودہ نہیں پیتا کذا فی اخبار الاخیار اور والدہ حضرت غوث پاک کے فرماتے ہیں  
کہ عبد القادر میرے فرزند نے اپنے دودہ پینے کے اوقات مقرر کر لی تھی اور عادات انکی اور  
لڑکوں کی عادات سے مخالف تھی رمضان میں دن کو دودہ نہ پیتے تھے اور بعد گذشت رضع  
رمضان میں کچھ بھی دن کو نہ کھاتے چنانکہ ایک مرتبہ ماہ رمضان بسبب ایسے کے نظر نہ آیا تو ساکنان



[illegible]

مریدوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور نیکو  
 رویہ رکھو۔ ان کے شان میں ہے اور انکی آل و اصحاب پر کہ سرِ خلقہ اولیا اور سرِ کرم  
 میں رسول اللہ علیہم السلام اجمعین بعد از ان بندہ مسکین ہزاران تفصیلات  
 شرمندہ ہیں زادِ محض و اربستہ و آزادِ حقیر العباد ابو الحسن حسن ابن حسین ابن امیر محمد علوی  
 قادری ساکن کاکوری صاف لایہ من آفات النفس الی یوم التمام و اوصلہ بوصا  
 بحر مہد النبی واللہ الا انجاد بخد مت اجلہ ارباب صدق و صفا و قد وہ اصحاب محبت  
 و خا التماس کرتا ہے کہ بعد کلام اللہ و حدیث رسول اللہ کوئی کلام بہتر از کلام مشایخ ہنہین کہ  
 یہی نتیجہ کار و حال ہے نہ ثمرہ حفظ و قال اور سرِ سرِ عیان ہے نہ صرف بیان اور از جملہ  
 اسرار ہے نہ از قسم تکرار اور جملہ جوش و خروش ہے نہ کوشش چشم و گوش کیونکہ مرکز کائنات  
 انکی عالم ادب نبی بی سے ہنہین علی بن ابی طالب سے سوہر طالب صادق اور عاشق و اثن کو  
 بظاہر و باطن واجب لازم ہے کہ اول حلیہ اخلاق شرعیہ سے آراستہ اور صلاح تقوی  
 سے پیوستہ ہو یہ کلمات و اشارات اولیا پر حتی الوسع والا مکان خضر تھان نظر ڈالے  
 اور بہان تک کوشش کرے کہ انکی برکت سے لوہنیں سا ہو جائے اور اگر نہ ہو سکے تو  
 انسے مشابہت پیدا کر کے من تشبہ بقوم فہو منہم میں رہے اور اسکو اصلاً ثابت  
 نجانے دے کہ یہ بات بھی فائدہ بخشے گی اور ہر چند کہ کتب سائل احوال اور قول مشایخ  
 میں بہت تالیف و تصنیف ہوئے ہیں الا وہ خواص انسے مستفیع ہیں علوم کو کچھ بھی فائدہ  
 نہیں اسلئے فقیر نے چاہا کہ بعض حالات و احوال سرِ اسرار مت و ہدایت حضرت قطب الدلیا  
 والا صفیا اشرف المسلمین والاسلام رکن الشریعہ علم الطریقہ موضح اسرار حق و حقیقت  
 معرفت استاد الوجود حسب الوجود ابو محمد محی الدین عبد القادر ابن ابی صالح اصفہانی عمری  
 دانی محبوب سبحانی کے رسائل متقدمین و متاخرین سے چند زبان اردو میں لکھوں کہ شاید  
 عام ہو گو کہ ہزار ہا رسائل تالیف ہو چکی ہوں پر یہی تحریر مکرر میں بمقتضی اعد حکو

نعمان لہان ذکرہ ہوا لیساک ماکر تہ یتضوع ایک فوق و شوق ہوتا ہے اور ظن  
 غالب میرا یہ ہے کہ زبان اردو میں کوئی رسالہ نہ لکھا گیا ہو اور اگرچہ یہ خیال مدت سے  
 دامن دل میں لگتا مگر بسبب تالیف تصریح الاذکیا فی احوال الانبیا کے اثر اسکا پیدا ہوا  
 جب کہ اس سے فراغت حاصل ہوئی تو بعض اصحاب باصفانے ماہ ربیع الاول ۱۳۶۲ ہجری  
 میں دربار تالیف رسالہ مولد شریف حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں اصرار کیا جب بعینیت  
 الہی اس سے بھی فراغت ہوئی عزم مصمم ہوا کہ اس ستر مکنون کو ظاہر کروں ہنوز شروع ہوا تھا کہ  
 حضرت مخدومی مکرمی عاشق محبوب سبحانی خادم خاص قطب بانی مولوی محمد حسن خان صاحب  
 رئیس شاہجہان پوری وارد میں پوری نے فرمایا کہ کچھ تذکرہ اقوال و احوال حضرت غوث الاعظم  
 رحمۃ اللہ علیہ بھی زبان اردو لکھا جائے تو یہ بھی یادگار نہیگا اور جو کوئی اسکو پڑھ کر فائدہ  
 اٹھاوے گا سمجھو کہ یہ دعا خیر میں یاد کرے گا اسوقت مجھ کو قصۂ یحییٰ عمار استاد شیخ عبد اللہ  
 انصاری کا یاد آئے انہوں نے وفات پائی تو مریدوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ  
 اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا یحییٰ نے کہا اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے یحییٰ مجھ کو تجھ سے  
 کئے کام سخت تر درپیش تھے لیکن تو ایک دن مجلس میں میری تعریف کرتا تھا کہ ایک دوست میرا  
 اس طرف سے گزرا اور اسنے سنا اور خوش ہوا سو میں نے مجھ کو بخش دیا ورنہ دیکھتا جو میں تیرے  
 ساتھ کرتا اور یہ بھی خیال آیا کہ فرصت وقت غنیمت ہے موت ہر دم سر پر کھڑی ہے زمانہ  
 فرصت دے یا نہ دے اگر یہ حال لکھو نگا اور کوئی طالب اس سے فائدہ اٹھاوے گا تو بگالبا  
 جھمکے بھی دعا خیر سے یاد کرے گا اور امید خدا سے ہے کہ اسکی کشائش سے مجھی خاکیں آسائش  
 ملیگی شاید کوئی دوست اللہ کا اسکو سنکر خوش ہو اللہ صاحب اسکی محبت سے میرے  
 معاملات نفسانی اور جسمانی سے درگزر فرمادیں اور اسی طرح بخش دین جس طرح یحییٰ کو بخشا  
 کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کا ذکر گویا آسیکا ذکر ہے بعد اسکے نفس البلیس نے یہ خیال میں ڈالا  
 کہ اولیاء کے کلام سننے سے فائدہ کیا ہے جب اسپر عمل نہ کیا ساتھی اسکے حضرت ابو علی دقاق

قول یاد آیا کہ ان سبب کسی نے یہی سوال کیا تھا سو حضرت ابو علی نے ارشاد کیا کہ اولیاؤں کے حالات اور مقالات سننے سے دو فائدہ عمدہ ہیں اول یہ کہ اگر سامع طالب حق ہے تو قوی ہمت ہو جائیگا اور طلبتین زیادہ کوشش کریگا کیونکہ تقرب بالکمالات انسان کا خاصہ جبلتی ہے کو حاصل نہ ہو دوسری یہ کہ اگر سامع متکبر ہے تو لاریب اسکا تکبر دفع ہو جاتا ہے اور نفس کی نیکی بدمی معلوم ہوتی ہے اگر اندانہیں ہے تو خود دیکھیں گاہیں دیکھنے والے دیکھیں گے اور پھر حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کا مقولہ یاد پڑا کہ ایک دن کسی نے پوچھا کہ حکایات و حالات اولیا میں کیا فائدہ ہوتا ہے فرمایا آنحضرت کا کلام ایک لشکر ہے خدا کا جب نمود ہوتا ہے تو دل شکستہ قوی ہو جاتا ہے اور اس لشکر سے اسکو مدد پہنچتی ہے چنانچہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ صاحب نے قصص انبیاء پیشین اپنے کلام معجز نظام میں بیان فرماتا ہے کہ حضرت کا دل آرام پکڑے اور قوی ہو جائے ماسوائے اسکے احادیث سے ثابت ہے کہ ذکرہ میں رحمت الہی نازل ہوتی ہے گو کوئی شخص اُسپر عمل نہ کرے کیونکہ مقصود ذکر سے فی الحال ملنے والے ملکہ قصد عمل ہے اور عزم میں جب جزم ہوتا ہے تو نیت داخل عمل ہو جاتی ہے بلکہ عمل نقص جو بلا نیت خالص ہو کچھ فائدہ نہیں اور نیت بالفعل سے بلا عمل وہ فواید ہیں جنکی انتہا نہیں لان الاعمال بالنیات اور بالجملہ تاریخ تیسویں ربیع الاول ۱۲۸۵ ہجری میں لکھنا شروع کیا عین ایام تحریر سالہ میں تاریخ ۲۷ ربیع الاول بعد عشا عادت درود معمولی پڑھ کر سو یا تو میں نے دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور کچھ کلام فرماتے ہیں لیکن کلمات طیبات آنجناب بندہ کو یاد نہیں جب بیدار ہوا تو ضال میں آیا کہ تو اس لائق کہاں ہے جو تجھ کو ایسے بزرگ عظیم الشان سرفراز فرماویں مگر جو کچھ قبل اس واقعہ کے مقدمہ نوم میں خیال تھا وہی خواب میں نظر آیا لیکن با این ہمہ عزیمت تالیف اس سالہ نے نہایت قوت پکڑی کہ تاریخ اٹھائیسویں ربیع الاول مذکور سے تالیف میں

[illegible]

اس شخص کو کہہ کر اسے گتے جایا کرتا تھا راہ میں ملکوت آسمان سے گزرتا  
 جاتے تھے جب تک میں پہنچتا تو سنتا کہ لڑکوں سے کہتے تھے جگہ فراخ کرو ولی  
 اس شخص اجنبی آیا اسنے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کون لڑکا ہے جسکی عمر ایسی عظیم  
 ہو فرشتوں نے کہا یہ ولی خدا کا ہے جسکی شان عظیم ہوگی سو بعد چالیس برس کے معلوم  
 ہوا کہ وہ شخص اجنبی ابدال میں سے تھا اور انجناب فرماتے ہیں کہ ایام لڑکپن میں بروز عرفہ  
 ہاشم کے نکلا اور بیٹوں کو چرائی کو لئے جاتا تھا خواہ واسطے زراعت کے سو ایک گائی نظر پڑی  
 اسنے میرے طرف توجہ کیا اور کہا یا عبد القادر تو اس کام کے لئے مخلوق نہیں ہوا اور نہ اسپر  
 مامور ہے سو میں لرزتا کا پتا اپنے گہرایا اور بام خانہ پر چڑھ گیا تو میں نے دیکھا کہ مردم وقوف  
 عرفات کر رہے ہیں میرے دل نے چاہا کہ علم حق حاصل کر کے صالحین کی زیارت کروں تب  
 اپنی والدہ پاس آیا اور اسنے اذن چاہا کہ میں بعد اداؤں گا اور تحصیل علم کروں گا میری والدہ  
 اسکا سبب پوچھا میں نے سب حال عرض کیا وہ مشغول بگریہ ہوئیں اور اسٹی دینار میراث والد  
 بزرگوار سے لائیں منجملہ اسکے چالیس دینار میرے بہائی کا حصہ رکھ لیا اور چالیس دینار میرے  
 پیرھن پر بغل سی دی اور اجازت سفر دیکر ارشاد کیا کہ ہمیشہ سچ کہنا کبھی جھوٹ کے نزدیک  
 نہ جانا جب میں چلا تو میری رخصت کرنے کو بیرون دروازہ تشریف لائیں اور فرمایا یا عبد القادر  
 میں نے تجھے خدا کے واسطے جنا تھا اور خدا کے واسطے تجھسے رشتہ الفت توڑتی ہوں اور اسیکی  
 سپرد کرتی ہوں قاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین قیامت کو ملاقات ہوگی پہر  
 میں قافلے کے ساتھ جانب بغداد متوجہ ہوا جب ہمدان سے گئے بڑا تو ساتھ فقر قضا کے ملے  
 اور قافلے والوں کو لوٹنے لگے مگر مجھسے متعرض نہوئے دفعۃً ایک شخص میرے طرف آیا  
 بولا اے فقیر تیرے پاس کیا ہے میں کہا چالیس دینار ہیں اسنے مزاح سمجھ کر جھوڑ دیا  
 چلا گیا پہر دوسرا شخص آیا اسنے ہی وہی پوچھا میں نے وہی جواب دیا تو وہ اپنے سترار کے



پاس گئے اور میرے کلام کو بیان کیا اسنے مجھے بلایا میں گیا اسوقت سب لوگ بیٹھے ہوئے  
 مال کو تقسیم کر رہے تھے سردار قضا قون نے مجھ سے پوچھا تیرے پاس کیا ہے میں نے کہا چالیس  
 دینار میری سپرہن کے بغل کے نیچے بحفاظت رکھی ہیں اسنے حکم دیا کہ نکالو اسکے تابعین نے  
 دینار نکال کر رو برو رکھی تب سردار نے مجھ سے کہا ای عبد القادر تو نے کیوں اقرار کیا میں نے کہا  
 کہ میری والدہ نے چلتے وقت کہہ دیا تھا کہ ہر حال میں سچ کہنا اسنے تامل کر کے اپنے ساتھیوں سے  
 کہا کہ دیکھو یہ شخص اپنی والدہ کے حکم پر کیا قائم ہے اور ہم عہد خدا ہو لے ہوئے ہیں یہ اسوقت  
 سردار نے توجہ ظاہر کی اور ہم اہمیوں نے اسکی متابعت کی بالجمہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بعد قطع مناز  
 و مراحل مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے اور چندے جلوہ فرما رہے اور سال چار صد و ہشتاد و ہشت کے  
 شروع میں جب عمر اتھارہ برس کی ہوئی بغداد میں آئے اور تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور ہر  
 علم میں صاحب ملکہ تامہ ہوئے کہ تمام آفاق میں کوئی شخص مثل و مانند نہ تھا اول علوم تفسیر قرآن  
 و حدیث و فقہ پڑھی بعد اسکے علوم ادب مولانا عبد اللہ یافعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ  
 اساتذہ حضرت غوث پاک یہ لوگ ہیں ابو الفواعلی ابن عقیل و ابو الخطاب محفوظ ابن احمد  
 و ابو الحسن محمود ابن القاضی ابی یعلی و ابو سعد ابن المبارک ابن علی المخزومی اور سماعت حدیث  
 ان بزرگوار سے کی ہے ابو غالب محمد ابن الحسین البہا قلائی و ابو سعد محمد ابن عبد الکریم  
 و ابو القاسم محمد ابن علی ابن میمون و ابو بکر احمد ابن مظفر و ابو محمد جعفر ابن محمد انصاری و  
 ابو القاسم علی ابن احمد الکرخی و ابو عثمان اسمعیل ابن محمد الاصبہانی و ابو طالب عبد القادر  
 ابن محمد و ابو طاہر عبد الرحمن ابن احمد و ابو البرکات ہیبتہ اللہ ابن المبارک وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم  
 اور علم ادب علی ابی ذکریا سجی ابی علی تبریزی سے حاصل کیا اور علم طریقت عارف باللہ ابو الخیر  
 حماد ابن مسلم دیا سے پڑھا اور خرقہ فقیر قاضی ابو سعید مخزومی سے پہنا منقول ہے کہ آنجناب  
 مرجع علمائے عراق و طالبان آفاق تھے اقطار عالم سے فتاوے آتے اور حضرت بلا تفکر و  
 مطالعہ کتب جواب باصواب ارقام فرماتے تھے اور کسی عالم متبحر کو جلے خلاف اور مجال تکلم

مشورہ نہ تھا ایک مرتبہ بلادِ عجم سے ایک فتویٰ آیا صورت اسکی یہ تھی کہ ایک منلوہ سادات  
 قسم کہاؤں کہ تین طلاقیں اسکو ہیں کہ خداوند کبریٰ کی ایسی عبادت کرے کہ وقت اشتغال اوس  
 عبادت کے کوئی شخص افراد انسان سے کسی مکان میں اوس عبادت میں اوسکا شریک نہ  
 ہو یعنی اگر ایسی عبادت موصوف بصفات نہ کروں تو میں طلاق ہو جائیں پس استفسار  
 علماء نامدار سے یہ ہے کہ وہ عورت کون عبادت ادا کرے جسکی ادا سے حانت نہ ہو اور  
 حلف سے نکل جائے چنانچہ یہ استفتا علماء نامدار ساکنان عراق کے پاس پہنچا گیا تو سب لوگ  
 اوس سوال کے جواب میں متحیر اور معترف بعجز ہوئے آخر کار حضرت غوث سبحانی قطب بانی  
 عالم اسلام اہل واقف روز بارگاہ شاہنشاہی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں لائے تو حضرت نے  
 بغور ملاحظہ فرمایا کہ چار طواف خانہ کعبہ میں تنہا کرے اس طرح کہ بیت اللہ طایف سے خالی ہو  
 اس لئے کہ طواف وہ عبادت ہے کہ آدمیوں سے کوئی شخص اوس زمان و وقت میں اسکا شریک  
 نہیں ہو سکتا اور صورت خرقہ پوشی کی قاضی ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے یوں ظاہر  
 ہوئی حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پچیس برس تک بقدم تجرید صحراء  
 عراق میں ہر تاربا کہ اصلاً مجھکو کوئی شخص نہ پہچانتا تھا اور نہ میں کسیکو جانتا تھا رجال الغیب  
 آئے تھے اونکو علم حق تعلیم کرتا تھا اور چالیس برس بعد نماز عشا ایک پاؤں پر کھڑے  
 ہو کر ختم قرآن صبح تک کرتا رہا اور تین روز سے چالیس روز تک قوت سی توجہ نہ ہوتا تھا اور  
 گیارہ برس تک ایک برج میں مقیم رہا کہ اسی سبب سے وہ برج عجمی کہلایا اور عہد کیا کہ کہاؤں  
 جب تک نہ کہلاؤں ایک مدت گذر گئی اور میں نے اپنا عہد نہ توڑا ایک مرتبہ چالیس دن گذر  
 گئے تو ایک دن کوئی شخص کچہہ کہا ہمار کہہ گیا نفس نے چاہا کہ اوسمیں سے کہاؤں مگر مجھے کو عہد اپنا  
 یاد آیا سو میں نے کہا واللہ عہد نہ توڑوں گا اور نفس بسبب ت بہوک کے باطن سے فریاد الجمع  
 الجمع کرتا تھا اور میں اوسکے حال سے توجہ نہ ہوتا تھا دفعۃً شیخ ابوسعید بغدادی مخزومی اوس  
 طرف نکلے تو اواز نفس اذ نکے کان میں بڑی وہ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا اے عبد القادر



یہ کہا حال میں نے کہا یہ فقط اضطراب و قلق نفس ہے اور روح شاہد حق میں خوش و خرم  
برقرار ہے اور انہوں نے فرمایا میرے ساتھ باب برج تک آؤ یہ فرما کر روانہ ہوئے اور مجھ کو  
اوسط طرح چھوڑ گئے میرے دل نے نہ چاہا کہ یہاں سے نکلوں پہر حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام  
تشریف لائے اور فرمایا کہ ابوسعید کے پاس جاؤ سو حسب حکم الہی کیا تو دیکھا کہ شیخ ابوسعید  
میرے منتظر دروازے پر کھڑے ہیں مجھ کو دیکھا کہنے لگے اے عبد القادر میرے کہنے پر کفایت  
نہ کی حضرت خضر نے بھیجا تب آئے پہر مجھے گھر میں لیجا کر اپنے ہاتھ سے کہا نا کھلایا کہ میں شکم میر  
ہو گیا پہر اپنے ہاتھ سے مجھے خرقة پہنایا فایک مشہور یہ ہے کہ نسبت حضرت ابوسعید کی  
جانب مخزوم بڑا معجزہ دواخری اور مند ری نے ذکر کیا ہے کہ مخرم بکسری ہملہ مشدوہ  
کما قال المخرم بکسری اللہ المشدہ منسوب الی المخرم محلۃ ببغداد شرفہا نزلہا بعض ولد یزید ابن  
المخرم فنسبت الیہ اور مولوی خرم علی ملہوری نے ترجمہ شفاء العلیل میں لکھا ہے کہ مخرم بضم  
میم و تشدید راے ہملہ مشدہ مفتوحہ بغداد کا ایک کوچہ ہے واللہ اعلم بالصواب اور ملاقات  
حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام سے قبل خرقة پوشی ہوئی ہے کہ حضرت غوث فرماتے ہیں  
کہ ایک دن میں میر کر رہا تھا کہ ایک شخص آیا جس کو میں نے نہ دیکھا تھا پہر اس نے کہا میرے ساتھ  
رہیگا میں نے جواب دیا نعم اس نے کہا اچھا لیکن شرط یہ ہے کہ میری مخالفت نہ کرنا میں نے کہا  
نہیں تب کہا اسی جگہ قیام کر بیان تک کہ میں آؤں پہر وہ چلا گیا اور میں سال پہر اوسی مقام میں  
رہا بعد گزر جانے سال کے پہر آیا اور کہنے لگا یہاں سے نہ جانا تا وقتیکہ میں آؤں چنانچہ ایک سال  
اور وہیں رہا پہر وہ مرد آیا اور تہوڑا بیٹھ کر چلا گیا اور کہہ گیا کہ یہاں سے نہ جانا یہاں تک کہ میں  
آؤں میں ایک برس بعد بیٹھا رہا آخر کار دودہ روٹی لیکر آیا اور فرمایا میں خضر ہوں مجھے ارشاد  
الہی ہوا ہے کہ آپ کے ہمراہ کہاں آؤں سو میں نے دودہ روٹی تناول کیا اور پوچھا اس تین برتن  
کیا کہا یا تھا میں نے جواب دیا کہ جو کچھ پیدا ہوتا تھا اور زمین پر افتادہ ملتا تھا وہی قوت تھا پہر  
حضرت خضر نے کہا سیاحت چھوڑو بغداد میں چل کر سکونت اختیار کرو میں انہیں کے ساتھ

بغداد میں آیا اور بعد ایک مدت کے ابو سعید مخزومی نے فرقہ پنا یا بروایت معتبرین اہل سلوک  
 ثابت ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ملک خاص میں کسی قدر زمین تھی کہ بعض اصحاب اوسکی  
 زراعت کرتے تھے اور جو کچھ غلہ اوسمیں پیدا ہوتا اوس سے چار روٹیاں پکا کر ہر روز آنجناب  
 کے حضور میں لاتے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک روٹی ایک شخص کو باری باری سے  
 عنایت فرماتے باقی خود تناول فرماتے اور جو کوئی کچھ تحفہ یا نذرانہ قسم زر وغیرہ پہنچتا تو لاتے  
 ولے سے فرماتے رکھ دے اور اپنے ہاتھ سے بچھوٹے شاہ مظفر اپنے غلام خادم سے فرماتے کہ اسکو  
 اوٹھالے اور بقال و نانوائی کو سپرد کر کہ محتاجوں غریبوں کے کام آئے گا اور دستور یہ تھا کہ  
 غلام موصوف ہر وقت دروازے پر روٹیوں کا خوان لئے کھڑا رہتا تھا جو محتاج یا مسافر آتا  
 اوسکو دیتا اور عادت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تھی کہ حضرت کبھی کسی امیر و غنی کے مکان  
 نہ جاتے اور نہ کسی صاحب شہمت و دولت کی تعظیم کو اوٹھتے تھے کہاؤر ذی الحدیث من تواضع  
 لغنی لغناہ ذهب من ینہ ثلثاۃ اور کسی کے گھر کا کہا نہ کہاتے تھے اور بادشاہ کے پاس  
 بیٹھنا نہایت بد جانتے تھے اور جو کوئی بادشاہ یا وزیر آتا تو اوسکی تعظیم نہ فرماتے اور وقت  
 گفتگو نصیحت میں مبالغہ کرتے اور وہ لوگ ساکت بیٹھے رہتے اور نصیحت کو قبول کرتے  
 اور لباس آنجناب نہایت نفیس و عمدہ ہوتا تھا جیسا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور ہے  
 چنانچہ روایت ہے کہ فی درعہ ایک دینار کا پارچہ ملبوس حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ  
 علیہ کا ہوتا تھا اور عبادت کا یہ حال تھا کہ اول وقت نماز عشا سے فارغ ہو کے ذکر الہی میں  
 مشغول ہوتے جب ثلث اول شب گذرتا تو المحيط العالم الحیب الفعال الخالق  
 الباری المصور پڑھتے ہوئے ہوا میں طیران فرماتے پھر اتر کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے  
 اور بعد گذشت ثلث ثانی دیر تک ساجد رہتے پھر مراقبہ و مشاہدہ میں صبح تک بسر کرتے اور  
 مناجات و دعا باگریہ و زاری فرماتے چنانکہ چالیس برس عشا کے وضو سے نماز صبح ادا کی ہے  
 اور بندہ ابوس ایک پاؤں سے کھڑے ہو کے ختم قرآن کیا کئی ایک مرتبہ اس اثنا میں نفس نے کہا کہ

ذرا سورا جائے حضرت نے نہ مانا یہ خواب بصورت انسان آیا اور سکو چھکار دیا اس طرح دنیا و فیہا  
 بشکال مختلفہ و بصورت گوناگون آئے لیکن عاشق الہی نے التفات نہ کیا اور ہرگز گوشہ چشم سے  
 نہ دیکھا ابوالمظفر فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی شخص رحیم و کریم و شفیق و خلیق حضرت سائین دیکھا کہ  
 باوجود اس حشمت و شوکت کے ہر سکین و غریب سے اس قدر اخلاق فرماتے تھے کہ ہر شخص بھی سمجھتا تھا  
 کہ حضرت مجھ سے زیادہ مہربانی کرتے ہیں اور دستور تھا کہ دایا مہمانوں اور مسکینوں کے ساتھ کہاں کہاں تھے  
 تھے اور غریبوں محتاجوں کے پاس بیٹھا کرتے اور سوال کسی سائل کا کہہ کر رہ نہ فرماتے اور کہہ ہی نا حق و بلا  
 کسی پر خفا نہ ہوتے اور جو کوئی قسم کھاتا اور کسی بات سچ جانتے اپنی کشف و علم کو اظہار نہ فرماتے  
 اور ہمیشہ بروز جمعہ لباس عالمانہ پہن کر بسواری شتر مسجد جامع میں تشریف لیجاتے اور وعظ فرماتے  
 اعراب المعروف نبی عن المنکر میں نہایت کوشش و سعی بجالاتے اور اثر و عظمت کا یہ تھا کہ جو شخص  
 سستا بطیب خاطر دل و جان سے قبول کر لیتا تھا اور تقریر عام فہم حضرت غوث پاک کے یہ تھی  
 کہ خدا پر ایمان لاؤ اور اوسکی صفات کو کہ علم و قدرت و ارادہ وغیرہ میں صحیح جانو اور غیر خدا کو  
 حادث سمجھو اور کتابوں اور فرشتوں اور رسولوں کو حق مانو اور تقدیر و بعثت کا یقین کرو اور  
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھو اور جو غیر خدا سے محبت یا بغض ہو سو محض اللہ کے  
 واسطے بلا دخل نفسانیت ہو اور تعظیم پیغمبر کی واجب جانو اور دوپڑہ کرو اور انکے سنت کی پیروی  
 لازم پکڑو اور اعمال کو بندہ کرو نہ بطمع بہشت و خوف دوزخ اور یا و نفاق کو دخل نہ دو اور اللہ  
 سے دایا مخوف ہو اور اوسکی رحمت کے امیدوار ہو اور گناہوں سے ہمیشہ توبہ کیا کرو اور استغفار  
 پرا کر و اور احسانات ربانی کا شکر ادا کرتے رہو تاکہ بمقتضیٰ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ  
 زیادہ تر مورد احسانات ہو اور جس کسی سے عہد کرو اوسکو پورا کرو اور ترک شہوت کرو اور ہجوم  
 مصائب میں صابر رہو اور رضا بقضائ اختیار کرو اور تواضع و فروتنی اپنا شیوہ کرو اور بزرگی  
 توقیر اور خرد پرترحم کیا کرو اور کہمند و پندار و حسد و کینہ و غضب و غصہ اپنے دلوں سے دور رکھو  
 توحید ربانی سے ناطق و گویا رہو اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو و کتر رتبہ تلاوت کا دس آئینہ

ہیں اور متوسط تنہا اور اس سے زائد مرتبہ اعلیٰ ہے اس میں جو ہو سکے اور سکو عینیت جانو اور علم  
 دین کی حصول میں سعی کرو اور حسی و حکمی سے پاک ٹاکرو اور بعد ازاں سے فرائض و واجبات نوافل  
 کا ادا کرنا اپنی ذات کے واسطے بہتر جانو اور لونڈی و غلام کی اعتناق سے ثواب حاصل کرو  
 اور سخاوت کے صفت موصوف ہو اور انصاف کے ساتھ حکومت پر قائم رہو اور نکاح سے  
 سعادت حاصل کرو اور عیال کی حقوق ادا کیا کرو اور والدین سے باحسانات بدینہ و مالیہ پیش آؤ  
 اور اولاد کی تربیت کرو اور برادری کا حق ادا کیا کرو اور جماعت مسلمین کے تابع و مطیع رہو اور  
 یروسی کے ساتھ ہمیشہ احسان کیا کرو اور مال کو اس کے موقع میں خرچ کرو یہودہ برباد نہ کرو  
 اور سلام کا جواب بطیب خاطر ادا کرو اور عا طس کو دعاء خیر سے جواب دو اور اپنی برائی سے  
 لوگوں کو بچاؤ علیٰ ہذا القیاس اور باتیں جو کتب فقہ اور عقاید میں مذکور ہیں بیان فرماتے ہیں  
 حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابتداً مجلس وعظ میں دو تین آدمی آتے ہیں آخر کار ایسا اجتماع  
 و ازدحام ہوا کہ مجلس میں گنجائش نہ رہی تو عید گاہ میں جانے لگا و مان ہی جگاتنگ ہوئی تو  
 میری کرسی بیرون شہر لی گئی و مان نوبت اجتماع ستر ہزار آدمی کی پہنچی نفل ہے کہ مجلس وعظ  
 میں چار سو نفر و اتنے قلم لیکے بیٹھتے ہیں اور جو کچھ زبان مبارک سے سنتے اور سکو لکھ لیتے ہیں  
 اخبار الاخیار میں ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی  
 کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا مجھ کو خواب میں کائناتیں کر اور لعاب بن میرے منہ میں ڈالا اس وقت سے  
 ابواب سخن کشادہ ہوئے ایک مشایخ سے منقول ہے کہ جس وقت شیخ محی الدین عبد القادر  
 رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ کر فرماتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو جمیع اولیاء اللہ و رشتہ دارین میں وزیرین  
 حاضر و غایب خاموش ہو جاتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اس کلمہ کو مکرر فرماتے ہیں اور سکوت  
 کرتے ہیں اور اولیاء و ملائکہ مجلس وعظ میں جمع ہو جاتے ہیں اور جو لوگ مجلس میں نظر آتے  
 ہیں اور کسی وہ زیادہ ہوتے ہیں جو کہ نظر نہیں آتے اور ایک شیخ معاصر حضرت کے فرماتے ہیں  
 کہ میں ایک مرتبہ واسطے احضار جن کے عزیمت پڑھتا تھا کوئی جن حاضر ہوا اور جو آیا تو وقف

ایہ عین حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے پھر میں نے نسبت خیر پوچھا تو ایک جماعہ جن نے کہا کہ شیخ  
 محمد الدین عبدالقادر وعظ فرماتے ہیں اور ہم سب مان حاضر تھے ایسے وقت میں آپ نے  
 آپ دعوت ہماری نکلیا کر سن یعنی جب کہ شیخ موصوف وعظ فرماتے ہوں ورنہ ہماری حضور  
 میں ضرورتاً خیر ہوگی میں نے کہا تم بھی وعظ میں جاتے ہو بولے ہم لوگ آدمیوں سے بھی زیادہ  
 ہوتے ہیں اور بہت گروہ ہماری اونٹنے ہاتھ پر اسلام لائی اور توبہ کی ہے روایت ہے کہ  
 حضرت غوث الاعظم کی مجلس وعظ جماعہ یہود و نصاریٰ سے اصلاً خالی ہوتی تھی اور اکثر  
 حضرت کے ہاتھ پر ایمان آئے اور اکثر قضا قون اور رهنون اور بدعتیوں اور مفسدین  
 اپنی اعتقاد فاسدہ سے توبہ کئے چنانچہ یہود و نصاریٰ پانچ سو سے زیادہ مسلمان ہوئے  
 و رعصات و مفسدین وغیرہ لاکھ سے زیادہ تائب ہوئے روایت ہے کہ جمیع اولیای  
 قطار زندہ و مردہ و جن و ملائکہ مجلس وعظ میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت خاتم المرسلین  
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنا برترتیب و تائید تجلی فرماتے تھے اور خضر علیہ السلام اکثر  
 حاضر ہوتے تھے اور اوس زمانہ کے مشائخون سے جب ملتے تو وصیت فرماتے کہ مجلس عبدالقادر  
 میں حاضر ہوا اور کہتے مَن ارَادَ الْفَلَاحَ فَعَلَيْهِ مَلَا زِمَةُ الْجَائِسِ نقل ہے کہ حضرت  
 سید الاولیاء رحمۃ اللہ کی وعظ میں سامعین کو کمال شدت وجد و حال پیدا ہوتا تھا  
 یعنی کوئی گریہ و فریاد کرتا تھا اور کوئی اپنے کپڑے پیارٹا تھا اور کوئی راہ صحرا لیتا تھا اور  
 کوئی بیہوش ہو کے ہلاک ہوتا تھا اور کبھی مجلس وعظ سے جنازے نکلتے تھے اور جو عظمت  
 و ہیبت و جلال و تصرف و کمال و خوارق عاذرہ کرامات و تجلیات و عجائب و غرائب  
 و حدوث اشیاء عجیبہ و ظہور امور غریبہ مجلس وعظ میں ہوتے تھے اور انکو بزرگان دین  
 اور معاصران سید الکاملین نے نقل کی ہیں صد حصہ سے زائد ہیں شیخ صدقہ کہ معاصر  
 حضرت سے ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عین وعظ میں حضرت شیخ عبدالقادر نے  
 فرمایا کہ میں ہوں کہ میری تلوار شہور ہے اور کمان میری موفور اور تیر میرا نشانہ پر لگا ہوا

اور میرے بیٹے جملہ سے اور اس پر میرا زین ہے میں اس شش ہوزان الہی ہوں میں سلب  
 کہندہ و احوال ہوں میں دریا و پیکر ان ہوں میں راہ نما، وقت ہوں میں سخن کرنے والا  
 غیر میں ہوں اور ایک مرتبہ اپنی حالت میں فرمانے لگے سنم محفوظ ای روزہ داران ای  
 شب بیداران ای کوہ نشینان نشیب بانے کو پہاڑے شمای صومعہ شپنان منہدم باد  
 صومعہ کے شماییش انجید مر خدایرا امر ما از خداست ای راہ روان ای ابدالان اسے  
 اوتادان ای پہلوانان ای طفلان بیائید و بگیرید فیض را از دریائی کہ کرانہ ندارد بعزت  
 پروردگار کہ نیک بختان و بد بختان ہر دو میں عرض کردہ می شوند و نظر من در لوح محفوظ  
 است و منم غواص دریای علم و مشاہدۃ الہی من محبت خدا و ندیم بر تمام شمای و مایب  
 رسول اللہ و وارث اویم در زمین کذا فی اخبار الاخیار اور یہی حضرت فرماتے ہیں کہ آدمیوں  
 میں مشایخ ہیں اور پریوں میں مشایخ ہیں اور فرشتوں میں مشایخ ہیں اور میں سب کا  
 شیخ ہوں اور آنحضرت رضی اللہ عنہ عرض موت میں فرماتے ہیں کہ نسبت مابین میری اور  
 تمہاری اور مجھ میں و خلق میں بتفاوت آسمان و زمین ہے مجھ کو دوسرے پر قیاس کرو  
 ای اہل ارض شرقاً و غرباً یا اہل سما، حق تعالیٰ نے فرمایا ہے و اعلم ما لا تعلمون سو میں  
 اون میں ہوں کہ خدا مجھ کو جانتا ہے تم نہیں جانتے ہو مجھ کو شب و روز میں ستر مرتبہ  
 ارشاد ہوتا ہے اَنَا اخْتَرْتُكَ وَ اَتَصْنَعُ عَلَیْكَ عَیْنِی یعنی میں نے تجھ کو پسند کیا اور تو  
 کام کو میرے رفیر و اور میں نہیں کہتا ہوں اور نہیں کرتا ہوں مگر وہ بات جس کا حکم دیا گیا  
 ہوں اور جس وقت میں کوئی بات کہوں اس کو سچ جانو اس میں شک و ریب کو گنجائش نہیں  
 ہے مجھ سے کہلاتے ہیں تب کہتا ہوں اور مجھ کو دینے ہیں تب دیتا ہوں اور امر کیا جاتا ہوں  
 و حکم کرتا ہوں عہد اس پر جس نے امر کیا ہے و الدینۃ علی العاقلۃ تکذیب  
 میرے تمہارے دین کے واسطے زہر قاتل ہے اور موجب خرابی دنیا و آخرت ہے اناسیتا  
 و انا قتال و یحذرکم اللہ نفسہ اگر لحام شریعت زبان پر نہوتی تو میں تم کو خبر دیتا

کہ یہ کہنے لگایا ہے اور یہ گہر میں رکھ لے میں جانتا ہوں تمہارے ظاہر و باطن میں ہے تم لوگ  
 میری نظر میں ایسے ہر طرح شیشہ نقل ہے کہ ایک دن حضرت رضی اللہ عنہ خلوت میں بطور  
 احتیاج کچھ فرما رہے تھے دفعۃً سقف بیت سے تین مرتبہ کچھ خاک جامہ و دستار پر گری  
 چوتھے مرتبہ آنحضرت نے سر مبارک اٹھا کر دیکھا تو ایک چوڑا چہت کا تہا بجزوہ نظر سر  
 اوسکا علاحدہ تھا اور جسے علاحدہ تہا یہ حال دیکھ کر حضرت کو رونا آ بارا وی کہتا ہے میں  
 عرض کیا ای سید میرے کس سبب آپ نے فرمایا ہے میں ڈرتا ہوں کہ مبادا کسی مسلمان سے  
 میرے دل کو لینا پہنچے اور ایسا ہی وہ بلا میں پڑ جائے اور ایک مرتبہ آنجناب صلی اللہ عنہ  
 مدرسہ میں جلوہ فرمائے تھے کہ وضو کرنے لگے دفعۃً ایک چڑیا از قسم عصفور اڑتی تھی اوسنے  
 پارچہ حضرت پر بول کیا بجزوہ نظر زمین پر گر پڑی اور گر گئی یہ حضرت بعد تمام وضو مقام نجات  
 دہو کر وہ کپڑا اوتاڑ ڈالا اور ارشاد کیا کہ اسے پیچ کر تصدق کر دو کہ یہ جزا مکانات اوسکی ہے  
 پوشیدہ نہ رہے کہ فضل اصحاب مریدان و منتسبان حضرت غوث پاک بسبب اوسکے فیض  
 تابع کی خیریت متبوع متعلق ہی اکثر ہے اور وہ جس طرح امت مرحومہ کو اور ہم پر تفصیل  
 چنانکہ ایک مرتبہ ایک بزرگ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں التماس  
 کیا کہ یا رسول اللہ دعا فرماؤ کہ مجھ کو کتاب خدا اور آپ کے طریقہ پر موت نصیب فرمایا ایسا ہی  
 ہوگا اور کیوں کر ہو حالانکہ تیرا شیخ عبید القادر ہے وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ واقعہ  
 تین مرتبہ پیش آیا یعنی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین بار درخواست کی اور حضرت نے  
 یہی جواب دیا فتوحات میں ہے کہ فلق خدا بنا بر برکت حضرت کے ہاتھ کو چومتے تھے ایک روز  
 مریدوں نے پوچھا آپ کچھ اسکا اثر اپنے نفس میں پاتے ہیں فرمایا حجر اسود کچھ اثر پایا ہے کہ  
 حجرت سے خارج ہوا بوصف آنکہ انبیاء و رسل و اولیاء و اقطاب اوسکو بوسہ دیتے ہیں سو  
 میں اوسیکے حکم میں ہوں اور فصوص الحکم میں ہے کہ شیخ ابوسعود اپنے مریدوں سے فرماتے تھے  
 کہ محض برکت صحبت حضرت شیخ سے پندرہ برس ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو مملکت میں تصرف کا

حکم دیا ہے مگر میں نے تصرف نہیں کیا ابن قاید نے کہا کیوں نہ کیا فرمایا میں نے حضرت حق پر  
 چہرہ ڈیا ہے جو چاہے کرے نقل ہے جماعہ مشائخین سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 شیخ عبد القادر اپنے مریدوں کا ضامن ہوا ہے قیامت تک کہ نہ مر گیا کوئی مرید اس کا مگر  
 بتوہ و استغفار نقل ہے کہ بعض مشائخین نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یا  
 حضرت اگر کوئی شخص اپنی ذات کو منسوب آنجناب میں کرتا ہوا در کہتا ہو کہ میں قادر یہ ہوں  
 لیکن اوسنے بیعت نہیں کی اور خرقة حضرت سے نہیں پہنا تو وہ اصحاب میں معدود ہوگا  
 اور اونکے فضائل و مناقب میں شریک ہے یا نہیں فرمایا جو کوئی ایسا ہو وہ میرے اصحاب  
 و مریدوں میں خدا کے نزدیک قبول کیا جاوے گا گو اوسنے بیعت نہ کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے  
 اپنے فضل و کرم سے مجھی وعدہ فرمایا ہے کہ تیرے اصحاب تابعین و محبتیں و مخلصین کو داخل  
 جنت فرماوے اور یہ حضرت نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک سچل مجھ کو لکھ دی ہے  
 کہ اوسمیں میرے تابع و مریدین و اصحاب کے نام قیامت تک کے مندرج ہیں اور فرمایا کہ ان  
 سب کو میں نے تیری سبب بخشا ہے اور میں نے مالک خازن دوزخ سے پوچھا کہ تیرے پاس  
 میرے اصحاب سے کوئی ہے اوسنے کہا نہیں قسم ہے عزت پروردگار کی کہ دست حمایت میرا  
 مریدوں پر مثل آسمان ہے زمین پر اگر میرا مرید جید نہیں ہے میں تو جید ہوں قسم ہے عزت  
 و جلال رب الارباب کی کہ میں خدا کے پاس نہ جاؤں گا جب تک میرے اصحاب مریدوں کو  
 بہشت میں نہ لیجائیں اور اگر مرید میرا مشرق میں ہو اور پردہ عصمت اس کا گرے اور میں  
 مغرب میں ہوں تو ہر آئینہ میں اوسن پر وہ کو دُل دون تاکہ پوشیدہ ہو جائے اور شیخ  
 عدی ابن مسافر فرماتے ہیں کہ جو کوئی مریدوں و اصحاب مشائخین سے چاہے کہ خرقة حاصل کرے  
 مجھ سے تو میں اوسے خرقة دون اور ملاحظہ کروں لیکن اصحاب ارادت کی شان شیخ عبد القادر کو  
 نہیں دے سکتا کہ یہ لو کہ دیا و رحمت الہی میں غرق ہیں نقل ہے کہ حضرت شاہنشاہ اولیا  
 فرمایا کہ زمانہ حسین بن موصوہ حلاج میں کوئی شخص نہ تھا کہ اوسکی دستگیری کرتا اور لغزش سے



جو اس سے صادر ہوئی تھی باز رکھتا اگر میں اوس زمانہ میں ہوتا تو اوسکی دستگیری کرتا کہ یہ  
 ثبوت نہ پہنچتی اور یہی فرمایا ہے کہ جب خداے تعالیٰ سے کچھ استدعا کرو تو مجھے وسیلہ  
 گردانو تادعا قبول ہوا اور یہی ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت  
 میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص گیارہ بار بعد اوسکے درود پڑھے بعد سلام اور استغانت چارے  
 حضرت سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چند قدم جانب عراق چل کر میرا نام لے حاجت روا  
 ہو جائیگی درخواست خداوند تعالیٰ سے کرے حاجت اوسکی روا ہو جائے فایده  
 مخفی نہ ہے کہ طریقہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ میں ہر طرح سے توسط ہے جس طرح  
 شریعت حضرت شاہنشاہ سریر لولاک میں افراط و تفریط نہیں ہے اور بہتر اس  
 طریق سے عالم میں کوئی راہ سبیل وصول الی الحق کے نہیں نظر آتی کیوں کہ بیان نہ  
 مجاہدہ قوی نہ ریاضت شاقہ ہے کما قیل بیت ریاضت نیست پیش ماہ لطف  
 است بخشایش ناہمہ مہرست دلداري ہمہ عیش است آسایش ناہمہ جس کسکو  
 اس خاندان والا شان میں داخل ہونا منظور ہوا سکول لازم ہے کہ اول متبع شریعت ہو  
 اور صلاح و تقویٰ اپنا شعار کرے اور مخطورات و مکرویات سے پرہیز کرے جس طرح  
 حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے اپنی وصایا میں فرمایا ہے بعد اوسکے ماہ وصول  
 الی اللہ میں قدم رکھئے اور بشوق تمام اوسی میں چلے اور ایک مکان تاریک مغلی الطبع  
 تجویز کر کے تنہا بیٹھے اور صورت اپنے مرشد یا کسی بزرگ کی جس سے حسرت عقیدت رکھتا ہو  
 خواہ صورت محبوب کی جس سے رابطہ عشق مجازی ہو یا صورت کسی کامل کی اپنی ابا و  
 اجداد سے کہ اوسکو دیکھا ہو تصور کرے یعنی آنکھیں بند کر کے توجہ دل سے اون صورت کو  
 بچشم دل دیکھے اور پیشانی سے نگاہ جمادے کہ اس طریق سے خوب جمی گی اور اس  
 حال میں اللہ اللہ کہے اور اس حال میں جو کوئی اور صورت سامنے آوے اوسکو دفع کرے  
 اور ہمت اپنی مصروف اوسی صورت مرشد سے رکھے کہ یہ بخود ہی بہم پہنچے اور ہر درو

دیوار سے اور ہر گٹ پی سے آواز اللہ کی آنے لگے گی اور وہ صورت مثل آفتاب  
 روشن منجلی ہو جائے گی اور صورت فتح باب عالم غیب نمودار ہوگی کیوں کہ اول  
 عالم ناسوت ہے کہ عبارت عالم محسوس و ملک بیداری سے ہے اور یہ عالم نہایت مرتبہ  
 منزل حضرت وجود کا ہے اور دل نزدیک عارفین کاملین کے تین طرح پر ہے ایک صنوبری  
 جو اندرون سینہ زیر پستان چپ واقع ہے دوسرا دل مدور جوام الدماغ میں ہے اور سکو  
 دل بے رنگ بھی کہتے ہیں اور خاصہ اس کا یہ ہے کہ جب طالب حق او دل کے  
 طرف متوجہ ہوتا ہے تو خطرہ ہرگز نہیں آتا کیوں کہ خطرہ کو دامن گنجائش نہیں ہے تیسرا  
 دل میان نشست گاہ بھی اسکو دل نیلو فری کہتے ہیں مگر توجہ دل صنوبری سے متعلق  
 ہے اور صورثالیہ جو چشم دل نظر آتے ہیں وہ عالم مثال سے ہیں اور چونکہ تصور صوری  
 مقدمہ فتح عالم ملکوت ہے اسلئے ملکوت سے جدا کر کے نامزد بعالم مثال ہوا ورنہ عالم  
 مثال داخل عالم ملکوت ہے بالجملہ عالم مثال عالم ملکوت کی کنجی ہے اور عالم ملکوت  
 عالم ارواح و غیب و لطیف عالم خواب کہلاتا ہے اور یہی صورت اصل عالم ناسوت کی  
 ہے ولہذا صورت عالم ناسوت فنا پذیر ہے اور عالم ملکوت کی صورت ہمیشہ باقی رہتی ہے  
 کیوں کہ مثال صورت کی جو بعد بند کرنے انکہہ کے معلوم ہوتی ہے وہ روح صورت ہے نہ بدن  
 الغرض جب طالب اس مقام میں پہنچے تو بعضے اشغال کرنا یہاں ضرور پڑا مثلاً  
 استغفر اللہ الذی ہول الحی القيوم و اتوب الیہ اس طرح کہ اول ضرب ہوزانوی  
 چپ پر دوسری ضرب الہی زانوی راست و ضرب القیوم دونوزانوکے بیچ اور ناف پر  
 اور ضرب اتوب الیہ دل صنوبری پر بعد ازان ذکر یک ضربی کرے یعنی اللہ کو دل پر  
 ضرب کرے اور ایک ضرب زانوی چپ پر دوسری دل پر کرے تو دوسری ضربی ہوا اور جو  
 دو ضرب چپ پر راست پر کرے اور ایک دل پر تو ستہ ضربی ہے اور جو ایک چپ پر  
 دوسری راست پر تیسری دونوزانویں چوتھی دل پر تو چار ضربی ہوا اور جو پانچویں

ناف پر کوئے تو پنج ضربی ہوا اور اگر قبل ضرب قلبی ایک ضرب ہونڈیے پردئے تو شش  
 ضربی ہے پر اور جو ساتوین ضرب جانب آسمان قبل ضرب قلبی کردئے تو ہفت ضربی ہے  
 خلاصہ یہ کہ یہ سب ضربات اثبات پر ہیں اور اسی سے کام ہے اور اسی مقام میں ذکر خدا  
 نہایت مفید ہے وہ یہ ہے کہ دو زانو بیٹھے مشک بستہ اور لفظ لا الہ کو بہ اندازی کر کے  
 لا الہ کو دو زانو کے پیچ میں ضرب دے اور کہہ رہو جائے پھر لا الہ کہہ کر دل پر شدت  
 ضرب دے اور جملہ حضرات مشائخ عالیہ قادریہ اول ذکر جہری کرتے ہیں پھر ذکر خفی سو  
 ذکر جہری یہ ہے کہ باواز بلند ذکر کرے لیکن نہ بافراط کہ مخالف حدیث نبوی ہے  
 چنانکہ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سمیع  
 بصیر کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے اور جسکو تم پکارتے ہو وہ تم ہی سے قریب تر  
 ہے اونٹ کی گردن سے یہ صرف تمثیل ہے ورنہ خدا رک گردن سے ہی قریب تر ہے  
 اور منجملہ ذکر جہری کی اسم ذات ہے ایک ضرب سے یا دو یا تین یا چار سے اور طریق یہ ہے  
 کہ لفظ اللہ کو دل و حلق و نو کے قوت کے ساتھ بستختی و درازی و بلندی کہے پھر تہیر جا  
 یہاں تک ذکر کا دم اپنے تھکانے آوے پھر اس طرح بار بار کہے اور طریقہ دو ضربی کا  
 یہ ہے کہ نماز کی نشست اختیار کرے اور اسم ذات کو ایک مرتبہ داہنی زانو میں اور  
 دوسرے بار دل میں ضرب دے اور او سکو بار بار بلا فصل کرے مناسبت ہے کہ ضرب قوت  
 و سختی سے ہو خصوصاً قلبی تاکہ دل پر اثر ہو اور خاطر کیسو ہو جائے پریشانی و وسوس  
 منفع ہو اور طریقہ سہ ضربی یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے تو ایک بار داہنی زانو میں اور دوسرے  
 بار بائیں میں اور تیسرے بار دل میں ضرب کرے مگر تیسری ضرب بلند و سخت ہو اور چار ضربی  
 کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنی زانو میں دوسرے بار بائیں زانو میں تیسرے  
 بار دل میں چوتھے بار اپنی سامنے ضرب کرے مگر لازم ہے کہ چوتھی ضرب سخت و بلند تر  
 ہو اور منجملہ ذکر جہری کی نفی و اثبات ہے اور طریق اسکا یہ ہے کہ بطور نماز و بقیلہ بیٹھے

اور اپنی انیمین بند کر کے لاکھ گویا اپنی ناف سے اوسکو نکالتا ہے پھر اوسکو کہینچے بیان تک کے  
 دہائی موندھے تک لیجائے پھر لاکھ گویا دماغ کی جہتی سے نکالتا ہے پھر اللہ کو دل پر  
 بسند و قوت ضرب کرے اور محبوبیت خواہ مقصودیت باوجود کہ نفی غیر حق سے  
 ملاحظہ کرے اور اثبات اسکا ذات مقدس میں خیال کرے اور یہ ملاحظہ و تصور باعتبار کہ  
 ذکر میں مختلف ہے یعنی مبتدی نفی محبوبیت کی تصور کرے اور متوسط نفی مقصودیت  
 و منتہی نفی وجود کی اسبطح پیشوایان طریقت نے جلسات و ہئیات واسطے اذکار مخصوصہ  
 کے ایجاد کئے ہیں اور سبب اوسکا مناسبات پوشیدہ ہیں کہ مرد سلیم الطبع ضافی الذہن  
 عالم علم حق دریافت کر سکتا ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی والد مخفور  
 حضرت استاد الاستاد مولانا عبد العزیز قدس سرہما قول جمیل میں لکھتے ہیں کہ اگر  
 کوئی کہے کہ ان ضربات و تشدیدات کے شرط کرنے میں کیا حکمت ہے اور انکے سکانات  
 کے مراعات میں کیا فائدہ ہے تو میں جواب دیتا ہوں کہ انسان مخلوق ہے جہات مختلفہ  
 کے طرف متوجہ ہونے پر اور آوازوں کے طرف کان لگانے پر اور مجموعہ ہے اوسپر اوسکے  
 دل میں احادیث و خطرات گہو ما کرین لہذا اہل طریقت نے یہ راہ نکالی کہ وہ غیر کے  
 طرف متوجہ ہونیکو روکتی ہے اور خطرات بیرونی کو آنے نہیں دیتی کہ آہستہ آہستہ اپنی  
 ذات سے ہی توجہ ثبوت کر چنانچہ حضرت استاد الاستاد فرماتے ہیں کہ اللہ پاک سے  
 لگ جانا ہے بعضی صورت میں کسر نفس ہے اور بعض جلسہ میں خشوع اور خضوع ہے اور  
 بعض میں جمعیت خاطر اور دفع و سواکس ہے اور بعض میں نشاط ہے اسی ہمد کے  
 جہت سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماتمہ کہو کہہ پر کہہ کر کہڑے ہنو کہ  
 یہ شکل اہل ناری ہے اسواسطے کہ ایسی شکل میں اکثر کابلی و فتور نشاط ہوتا ہے  
 اور وہ منافی سرگرمی عبادات کا ہے تو اوسکو یاد رکھنا چاہئے یعنی ایسے امور کو مخالف  
 شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہیں انتہی

شہید نہ رہے کہ جو شخص سواطت کرے وہ  
 مذکورہ اور دو ماہ اوپر ہمارے مذکورہ میں نہ رہے  
 میں آدھ گیارہ سواطت شیطان دور ہوں جب ایسا ہو جائے  
 کہ لازم ہے یعنی جب طالب پر ذکر جلی کا اثر ظاہر ہو اور اس کا  
 و سکو ذکر خفی کا امر کرنا لازم ہے اور طریق اس کا یہ ہے کہ اپنے دوزخ  
 بند کرے اور دل کی زبان سے کہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم گویا  
 سے نکالتا ہے اپنے سینہ تک اور اپنے سینہ سے نکالتا ہے اپنے دماغ سے نکالتا ہے  
 و شش تک پہنچے کہے اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع اترتا ہوا انہیں  
 بسطرح چڑھتا ہوا درجہ بدرجہ تو ایک دورہ ہوا پھر اسی طرح بار بار کیا کرے اور بعض  
 س طریق میں اللہ قدر ہی زیادہ کرتے ہیں اور سجدہ ذکر خفی کے پاس نفاس ہے اور  
 رقیق اس کا یہ ہے کہ ذکر بیدار ہو جائے اور اپنے دھون پر آگاہ رہے پھر جب دم باہر  
 نکلے خود بخود بدون اپنے ارادہ و قصد کے تو اس کو باہر ہونیکے ساتھی دیکھے زبان سے  
 ہے لا الہ پر جب سانس اند کو جاوے خود بخود تو ساتھی کہے لا الہ بزرگان  
 فرماتے ہیں اس کا اثر یہ ہے کہ خطرات و سواطت دور ہو جاتے ہیں چنانکہ ہمارے علم الکرم  
 شاہ تراب علی قلندر قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں حیت پاس نفاس است  
 را ہی سہل بہر یاد حق یاد ذکر ہو میگوی ہر دم ہر نفس شاغل مرا ، اور دوسرا طریق  
 یہ ہے کہ سوراخ راست بینی کو مستحکم بند کرے اور سوراخ چپ سے دم کو اندر کھینچے  
 کہ ام اللہ دماغ میں پہنچے اور تصور لا الہ بنفی موجودات کرے پھر سوراخ چپ ہی سے دم کو  
 کرے اور جہان تک ممکن ہو نگاہ رکھے بعد اوسکے انگشت پرہ جانب چپ کو آگاہ  
 اور باہستگی تصور لا الہ دل صنوبری کہ زیر پستان چپ واقع ہے دم کو چپ  
 اور وجود ذات حق کو ثابت کرے یہ شغل اول ہے قوی ہے فایده بہرہ

اذکار بیان لئے کئی سو طریق احتصار بطور نمونہ للہی لئی الرسیکو زیادہ ضرورت ہو  
 تو کتب شیوخ ملاحظہ کرے اور مشایخ قادریہ نے ذکر آورد و برد کو خاص حضرت غوث  
 الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت کیا ہے وہ یہ ہے کہ جگہ معہود پر بیٹھے اور جانب  
 کتف راست منہ نہ کولا کر کہے ہا اور جانب کتف چپے ہو اور جانب ٹانف کہے ہی  
 اور اس ذکر کو دم بمدم کیا کرے کہ اس سے محویت حاصل ہوتی ہے اور صورتیں فرشتوں  
 اور پیغمبروں کی منکشف ہوتے ہیں کہ اوس سے ہر ایک شکل میں دستگیری ہوتی ہے  
 گویا اب عالم مثال بخوبی کہلا بالجملہ جب عالم مثال کہلا تو کبھی عالم ملکوت کی مانند لگی  
 اب طالب کو چاہئے کہ عالم ناموس یعنی صورت سے دل کو اوٹھاوے اور عالم ملکوت پہلے  
 اور کشف عالم ملکوت نہایت جلد عروج کرے کیونکہ اس عالم میں کشف و کرامات کی  
 دہم دہم ہے چنانکہ اکثر فقہ اس عالم میں کشف و کرامات میں رہ گئے ہیں اور اصل  
 مطلب سے محبوب ہوئے ہیں بہر حال جلدی نکلنا چاہئے مگر یہ نہیں کہتا ہوں کہ اس  
 عالم میں بالکل نہ آوے مطلب یہ ہے کہ زیادہ نہ تھیرے فی الجملہ توقف کر کے  
 عبور کرے اور اس مقام میں بہر شغل مشایخین کے نزدیک پاس انفاس ہے کہ  
 اسم اللہ بلا ذکر زبان آہستہ آہستہ کہتا رہے اور ایسے کثرت کرے کہ کوئی دم بلا  
 ذکر نہ نکلے آخر کار یہ نوبت ہوگی کہ خواب میں بھی غفلت پاس نہ آوے گی اور یہ  
 اسم عجیب النفع ہے کہ ہرگز کوئی شئی اس سے باہر نہیں ہے اور معنی اس اسم  
 کی زبان اولیا پر یہ ہے کہ وہ ہی صاحب تین صفتوں کا ایجاد و بقا و افنا اور جمیع  
 موجودات ان تین وصفات سے خارج نہیں اور یہ معنی ایسی ہیں کہ اولیٰ کوئی وصف  
 نہیں ہے مگر بعض کاملین وہ بھی برسبیل ندرت الغرض جب عالم مثال و عالم  
 ملکوت منکشف ہوا تو چندے اور اشغال ہی اس سلسلہ عالیہ کی بجالاوے  
 تاکہ دل بخوبی صاف ہو جائے اور آئینہ دل کا زنگار رفع ہو اور لیاقت عمدہ

بنا بر عروج عالم لاہوت بہم پہنچے باہن بہ ریاضت و مجاہدہ ہی شرط ہے کیوں کہ بغیر اسکے  
 رنگ دل دور نہیں ہوتا لیکن یہ شرط ہے کہ مجاہدہ بشوق بہشت و خوف دوزخ ہو اور  
 علوم واتب کا خیال دل میں نہ آوے اور کشف و کرامات سے دل کو صاف رکھے بیٹ سعدی  
 حجاب نیست تو آئینہ صاف دار، رنگار خورہ کی بنامید جمال دوست، اور اس مقام  
 میں مراقبہ ذات کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ نقش اللہ کو بزرگ طلا یا نقرہ دل صنوبری  
 پر تصور کرے اور مراقبہ اسم ذات با صفات یہ ہے کہ نقش اللہ کا تصور کرے اور  
 سمجھے کہ علیم و سمیع و بصیر و ہی ہے اور مراقبہ الحقائق یہ ہے کہ جو کچھ دیکھے اور  
 جانے حق سمجھے اور طریقہ مراقبہ ہویت کا یہ ہے کہ کسی جنگل میں جو کہ خالی ہو انسان  
 سے یا کسی حجرے میں جہاں کسی کا آواز نہ آوے یعنی بالکل خالی ہو اور آبادی سے  
 دور ہو بیٹہ کر اپنے دل و کان سے متوجہ ہو پہر جو آواز معلوم ہو وہی اور نام اوس کا  
 مراقبہ اس واسطے رکھا کہ سالک بعض حالات میں اپنے دل کی محافظت و نگہبانی کرتا ہے  
 یا بعض مراقبات میں اللہ کا محافظہ ہوتا ہے جیسا اللہ محافظ اوسکا ہے اور اصل  
 مراقبہ یہ ہے کہ لفظ کی مفہوم میں دُوب جانا کہ سوائے اوسکے کوئی چیز دھیان میں نہ آوے  
 اور خیال میں نہ رہے اور ہمارے پیرو و مرشد جدامجد حضرت شاہ پیر محمد قلندر فرماتے  
 تھے کہ سالک ہمیشہ متوجہ بدل رہے اور اوسکی محافظت کرے کہ یہ توجہ ہاتھ سے  
 نہ جائے تو ایک آواز دل سے آوے گی اوسکو اپنی اندر کی آواز نہ سمجھے بلکہ تمام عالم درون  
 و برون کو اوس کی آواز سے بہرا ہوا سمجھے اور طریق اوسکا یہ ہے کہ طالب حق کو وقت  
 روز و شب میں جانب صحرا و ویرانہ کہ خالی آدمیوں سے ہونکل جائے تو ایک جنگل  
 میں جس جگہ آواز کسی نہ آوے جا کر بیٹھے اور اوسے دل و گوش سے متوجہ ہو اور حتی الامکان  
 غور کرے تو ایک آواز از بس لطیف معلوم ہوگی اور وہ آواز بیان تک غالب ہوگی کہ  
 ہر طرف سے معلوم ہونے لگے گی اور ہر طرف سے محیط ہو جائے گی کہ یہ کس وقت اور کس

جگہ گم نہ ہوگی اسی آواز کو اسخ بولتے ہیں یعنی بید و بایان ہے بعضے عرفا کہتے ہیں کہ یہی  
 آواز حضرت ہوسی کو آتی تھی جسکو ہر طرف سے بلا تعین زمین و شمال و تحت و فوق سنتے  
 تھے اسیکو سلطان الازکار کہتے ہیں اب جاننا چاہئے کہ آواز تین قسم ہے ایک وہ کہ  
 دو جسم کے ملنے سے پیدا ہو جس طرح دو نوکاتہ سے تالی بجاتے ہیں ہوتی ہے کہ وہی آواز ایک  
 نکاتہ سے نہیں ہوتی اسیکو آواز مرکب محدث بولتے ہیں دوسری وہ کہ بے حرکت دو  
 جسم کے و بلا ترکیب و لفظ کے ہو جس طرح عنصر کش و ہوا میں ہوتی ہے اسیکو آواز لطیف  
 و بسیط کہتے ہیں تیسری آواز اسخ کہ ہمیشہ ظاہر اور ایک نہج پر ہے کم و زیادہ نہیں ہوتی  
 اور نیچہ طرف ہوتی ہے اگرچہ تمام عالم اس آواز سے بہرا ہے لیکن سوا اہل دل کے  
 اس آواز پر کوئی مطلع نہیں ہوتا اور یہ آواز قبل از فیض موجودات ہی موجود تھی اور  
 اب بھی ہے اور ہمیشہ رہیگی اسی سے نامزد با آواز ہی و مطلق ہے پس کوئی مشغل  
 بالآخر اس مشغل سے نہیں ہے کیونکہ جو مشغل ہے وہ باختیار و ارادہ و سعی و کوشش  
 شاغل کے ہوتا ہے اور شاغل کے بازرہنے سے بند ہو جاتا ہے مگر یہ کہ بلا ارادہ شاغل دایما  
 رہتا ہے طالب کامل کو چاہئے کہ مشغل سے مشغول رہے تاکہ مزہ پاوے حضرت غوث  
 پاک فرماتے ہیں کہ میں بارہ برس غار حرا میں اس مشغل سے مشغول رہا تو کشائش عظیم  
 مجھے حاصل ہوئی تنبیہ اس مشغل کو اکثر مشایخ علی عموم بیان نہیں فرماتے مگر بعض خواص  
 اہل ارادت سے بایما و اشارہ اور فرماتے ہیں کہ مشغل سے انبیاء علیہم السلام کو آیات وحی  
 و احکام الہی معلوم ہوتے تھے اور اولیاء کو جمعیت خاطر و لذت کامل اور وجد و ذوق  
 نے انتہا حاصل ہوتا ہے بلکہ جمیع اشغال اس آواز سے ترک ہو جاتے ہیں اور جب طالب الصفا  
 کو یہ بات حاصل ہو جائے تو اس کے حفظ میں کوشش کرے تاکہ ملکہ پیدا ہو جائے اور  
 چہرہ و صحرا و بازار و مجمع میں فوت نہوا اور جمیع آواز و نغمین غالب ہو بالکل جب اس  
 مشغل سے طالب حق کامل ہوا تو عالم جبروت کہ عبارت عالم ارام و ممکن و عالم بی نفس



سنے ۛ منکشف ہو گا تو پتا چھے کہ اپنی اعضا کو حرکت سے باز رکھے اور آنکھ بند کر کے اور  
 دست راست دست چپ پر رکھے کر دل جمیع نقوش ناسوتی و ملکوتی سے خالی کرے وہ  
 سکون آرام پیشے اور اس عالم ترقی کا ارادہ کرے تب عالم ہویت پر کہ عبارت عالم  
 ذات و عالم بیرنگ و عالم اطلاق و عالم محبت سے ۛ پہنچے گا یہ عالم اصل عالم ناسوت  
 و ملکوت و جبروت کا ۛ اور انگو سب کو محیط ۛ اور بمنزل جہان ۛ اور یہ تینو بمنزل  
 جسم اسی سے نکلتے اور بنتی ہیں اور یہ عالم ہمیشہ قائم و یکساں ۛ اور اس میں تفاوت  
 نہیں ۛ اور جب سالک اس عالم سے مستفیض ہوا تو آپ کو عین جاننے لگے اور من و تو سے  
 نکل جائے گا کیونکہ بیان تجلی و توحید ذاتی کہل جاتی ۛ اور جو خطہ بیان آتا ۛ وہ ہی  
 عین ذات ہوتا ۛ اور جس مقام میں نظر ڈالتا ۛ اپنے تئیں دیکھتا ۛ اور جس کو  
 دہونڈتا ۛ آپ ہی ہاتھ آتا ۛ یہ مرتبہ توحید کا ۛ اور یہ مقام ہمہ دست کا ۛ بلکہ  
 مقام ہموست ۛ اس سے آگے کوئی مقام نہیں اور حضرت الثقلین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ۛ  
 کہ آنجناب فرماتے تھے کہ طالب صادق و محب واثق اگر جمال پر کمال محبوب دیکھنا چاہے تو  
 کسی اہل دل کو تلاش کرے کہ وہ کونین کی شادی و رنج سے رسیدہ اور من کل الوجوہ غیرہ  
 سے بریدہ اور جمال محبوب سے آرمیدہ ہو کہ جب اس اہل دل پر نظر کرے تو سوائے حضرت  
 حق اور کچھ نہ دیکھے یہ صحبت اس صاف دل کی اختیار کرے اور اسے کو شش کرے کہ منظور  
 و مقبول اوسکا ہو جائے یعنی اوسکی صفات سے موصوف ہوا اور اپنی ذات میں محو کرے  
 تب جمال محبوب دیکھے یا این ہمہ اشتغال بذکر اور استغراق بفکر ضرور ۛ اور فراموشی  
 ہر دو عالم سے لازم ۛ کیونکہ جب تک یہ امور نہ ہوں گے نہ ذکر کا فائدہ ۛ نہ فکر کا نفع  
 بیت دست پیرے گیر و نہ رہبر ت شیطان بود، طالب حق شو خدا را زہ باطل بر آ  
 اب جاننا ضرور ہوا کہ حضرت غوث الاعظم نے جو کسی وقت میں ارشاد کیا ۛ قدمی ہذا  
 علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی یہ قدم میرا سب اولیا اللہ کی گردن پر ۛ یہ کلام

کسطور سے زبان پر آیا سو معاملہ یہہ ہوا کہ ایک دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ شیخ حماد کی خدمت  
 میں بیٹھے تھے جب تشریف لیچے تو انہوں نے فرمایا کہ اس عجمی کا قدم ایک زجملہ اولیا پر  
 ہوگا اور نفحات میں لکھا ہے کہ عبد اللہ سنائی مرد عالم معہ ابن سقا بطلب علم بغداد میں  
 آیا تو سنا کہ ایک شخص یہاں ہے او سکون غوث کہنے میں کہہ ہی ظاہر ہوتا ہے اور کہہ پوچشیدہ  
 عبد اللہ کہتا ہے کہ میں معہ شیخ عبد القادر ابن سقا زیارت کو چلا میں نے کہا راہ میں کہ  
 ایک مسئلہ پوچھیں گے اور ابن سقا بولا کہ میں یہی مسئلہ پوچھونگا کہ جواب نہ آوے عبد القادر  
 نے کہا معاذ اللہ ہم اوسکے پاس سطلے برکات کے جاتے ہیں مسئلہ پوچھنا چہ معنی وارد آخر غوث  
 کے پاس پہنچے تو وہ اپنی جگہ نظر نہ پڑی ایک ساعت کے بعد اوسی جگہ دکھلائے دیئے تو  
 انہوں نے غصہ سے ابن سقا کو دیکھا اور فرمایا افسوس ای ابن سقا تو مجھ سے مسئلہ  
 پوچھتا تھا کہ جواب اے سکا نہ دے سکوں وہ مسئلہ یہہ ہے اور جواب یہہ میں دیکھتا ہوں  
 کہ انش کفر تجھ میں شعلہ زن ہے پہ میرے طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای عبد اللہ  
 مجھ سے مسئلہ پوچھنا چاہتا تھا اور یہ خیال رکھتا تھا کہ میں کیا جواب دیتا ہوں وہ مسئلہ  
 یہہ ہے اور جواب یہہ تو بیشک دنیا میں پڑے گا کہ تو نے مجھ سے بے ادبی کی بعد  
 شیخ عبد القادر کے طرف متوجہ ہوئے اور انکو اپنی پاس بلا کر بٹھلایا اور بہت  
 خاطر داری کی اور فرمایا ای عبد القادر خدا اور رسول کو تو نے خوش کیا جو تو نے میرا ادب  
 میں دیکھتا ہوں کہ تو بغداد میں منبر پر فرماتا ہے قد حیٰ ہذا علی رقبۃ کل مسلم  
 اور اسوقت کے سب اولیاؤں کو دیکھتا ہوں کہ اپنی گردنیں جھکائی ہیں پہ اسوقت  
 وہ بزرگ ایسی غائب ہو گئی کہ پہر میں نے انکو نہ دیکھا بعد اوسکے ابن سقا عالم کامل  
 ہوا خلیفہ وقت نے اوسکو بادشاہ روم کے پاس بھیجا اور روم میں علماء نصاریٰ سے  
 مناظرہ ہوا نصارے ملزم ہوئے ابن سقا بادشاہ کے نظروں میں عزیز ہوا بعد اوسکے  
 بادشاہ کی لڑکی پر مفتون ہوا بادشاہ نے کہا اگر نصرائی ہو جا تو میں تیرے ساتھ نکلا

گردون آخروہ نصرانی ہو گیا تب ابن سفلہ غوث کا کلام یاد کیا اور جانا کہ مجھ پر جو کچھ  
 گذرا ہے اوسی غوث کے فرمانے سے گذرا ہے اور عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں دمشق میں آیا تو  
 نور الدین شہید نے مجھ کو تولیت اوقاف پر مقرر کر دیا کہ دنیا میں پڑ گیا اور شیخ عبدالقادر  
 کا حال یہ ہوا کہ ایک دن مجلس میں بیٹھے تھے اور اوسوقت قریب پچاس آدمی مشائخین  
 بغداد سے حاضر تھے از انجملہ شیخ علی ہیتی و شیخ بقا ابن بسطو و شیخ ابو سعید قیلوئی  
 و شیخ ابو نجیب ہروردی و شیخ جاکر دقصب البان موصلی و شیخ ابوالسعود وغیرہ مشائخ  
 کبار سے موجود تھے دفعۃً اٹھائے سخن میں فرمانے لگے قَدْ جِئْنَا هَذَا عَلَى قِتْلٍ وَكَانَ  
 پشیمان علی ہیتی نے منبر پر آ کے قدم مبارک شیخ کا پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا اور جملہ مشائخ  
 حاضرین نے اپنی گردنیں جھکائیں شیخ ابو سعید قیلوئی فرماتے ہیں کہ جسوقت شیخ عبدالقادر نے  
 یہ کلام فرمایا حق تعالیٰ نے اون پر تجلی فرمائی تھی اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 باطایفہ ملائکہ مقربین تشریف فرمائے تھے اور اولیاء متقدمین اور متاخرین جو زندہ تھے  
 وہ بہ جسم اور جو مر گئے تھے وہ بروح حاضر تھے سو سب کے روبرو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 خلعت محبوبیت اپنے ہاتھ سے پہنائی اور عامۃ ملائکہ و رجال الغیب نے اوس مجلس کو گھیر لیا  
 اور صفین اونکی ہوا میں کھڑی تھیں اور تمام روی زمین میں کوئی ولی نہ ملا مگر اوسنے اپنی  
 گردن جھکائی چنانچہ شیخ ابو مدین مغربی کہ نام اونکا مغیث ابن الحسن ہے بعضے دیار  
 مغرب میں ہے دفعۃً انہونے گردن جھکائی اور کہا اَللّٰهُمَّ اشْهَدْكَ وَاَشْهَدْ  
 مَلَائِكَتَكَ اَنْنِي سَمِعْتُ وَاَطَعْتُ اُنکے یاروں نے پوچھا کہ ای شیخ اسکا  
 کیا سبب ہے فرمایا کہ آج شیخ عبدالقادر نے بغداد میں فرمایا ہے قَدْ جِئْنَا هَذَا عَلَى رَقَبَةٍ  
 کُلِّ وَلِيٍّ اِنَّہ بعد اوسکے بعض اصحاب نے اکثر خبر دی کہ اوسیوقت حضرت شیخ نے یہ کلام  
 فرمایا تھا بعضے کہتے ہیں کہ ایک درویش عجمی نے اصفہان میں انکار کی اور تواضع نہ کی  
 حال اوسکا منقلب ہو گیا پھر اوسنے توبہ کی نقل ہے کہ شیخ ابو سعید قیلوئی و شیخ خلیفہ

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا خواب میں کہ شیخ عبد القادر نے فرمایا ہے  
 کہ میرا قدم سب اولیاء زمانہ کے گردن پر ہے فرمایا وہ کیوں نہ کہے تمام عالم کا قطب ہے  
 اور میں اس کا خامی ہوں نقل ہے کہ ایک روز شیخ صدقہ بغدادی خانقاہ میں آئے اور حضرت  
 غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اس وقت تشریف فرما نہ تھے اور سوائے شیخ موصوف کے اور  
 مشایخ بھی منتظر قدم سیمنت لزوم بیٹھے تھے یہاں تک کہ حضرت سلطان الکاملین حاضر فرما  
 ہوئے اور جلسہ خفیفہ فرما کر منبر پر گئے نہ کچھ فرمایا اور نہ قاری نے کچھ پڑھا حاضرین مجلس  
 ایک شور غریب و جد عجیب مٹا اور از مد پیدا ہوا شیخ صدقہ کے دل میں خطہ آیا کہ عجیب  
 ماجرا ہے کہ نہ شیخ نے کچھ فرمایا اور نہ قاری نے کوئی آیت پڑھی یہ حالت دو جد کہاں  
 سے ہے بغور خطور اس واقعہ کے حضرت نے شیخ صدقہ سے خطاب کر کے فرمایا ای صدقہ ایک  
 مرید میرا سیوقت بیت المقدس سے ایک گام میں یہاں پہنچا ہے اور میرے ہاتھ پر توبہ  
 کرتا ہے حاضرین اس کی ضیافت میں ہیں شیخ صدقہ نے پیر اپنے دل میں کہا کہ توبہ کس چیز سے  
 کرتا ہے اور اس کو احتیاج شیخ کی کیا ہے تب حضرت نے اونکے طرف متوجہ ہو کر فرمایا  
 ای صدقہ توبہ کرتا ہے اس سے کہ پہر ہوا میں نہ جاؤں گا اور میرے طرف اس کی حاجت  
 یہ ہے کہ میں اس کو محبت خدا کا طریق سکھلاؤں نقل ہے کہ ایک روز کوئی ولی کامل  
 اپنا زور دکھلائی کو شیر پر سوار آئے اور شیر اپنا دروازہ خانقاہ کے چھوڑ کر حاضر ہوئے  
 اس وقت ایک کتا دُبلّا ہوا کہا پیا سا نواح خانقاہ کا آیا اس نے شیر کو کہا لیا جب وہ  
 بزرگ باہر نکلے تو شیر نہ ملا متحیر ہوئے کہ یا خدا میرا شیر کون لیگیا تب ہی سگ حسینے  
 کہا یا تھا حاضر ہوا اور شیر کو سلم اوکل دیا اور شیخ عبد الوہاب سیف الدین ابن حضرت  
 غوث الاعظم سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں ایک روز والد میرے بیٹھے ہوئے کچھ کلمات  
 و مواعظ فرما رہے تھے اور شیخ علی ہستی کہ صاحب کرامات مشایخ بطایح سے تھے  
 دفعۃً سو گئے حضرت نے اہل مجلس سے فرمایا خاموش اور خود منبر سے اوترے اور شیخ

موصوف کے پاس باادب کہڑے ہو کر دیکھنے لگے جب شیخ بیدار ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ  
 حضرت حمتہ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے شیخ نے کہا  
 البتہ میں نے دیکھا ہے فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو کہتا ہوں اب کہو حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد کیا شیخ علی ہیت نے کہا آپ کی ملازمت کے واسطے  
 تاکید فرمائی ہے پھر اہل مجلس نے پوچھا کہ حضرت غوث کے کلمات ہمارے خیال میں نہیں  
 آئی شیخ نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتا ہوں اور حضرت غوث  
 بیداری میں دیکھتے تھے اور ابو النخیر فرماتے ہیں کہ ایک وزمین اور چند مشائخ محفل حضرت  
 غوث میں موجود تھے کہ حضرت غوث نے فرمایا آج جو کوئی مجھ سے جو کچھ مانگے گا اللہ  
 پاویگا شیخ ابوسعید قیلوئی نے ترک اختیار مانگا اور اس قاید نے قوت مجاہدہ طلب کی  
 اور شیخ عم بزاز نے خوف خدا و مرتبہ صدق و صفا مانگا اور حسن فارسی نے ترقی حال  
 چاہی اور شیخ جمیل نے حفظ اوقات اور شیخ ابوالبرکات نے عشق ربانی اور شیخ ابوالخیر نے  
 معرفت تمیز و ارادت بزدانی اور شیخ خلیل نے مرتبہ قطبیت حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ  
 علیہ نے فرمایا **كَلَّا مِمْدَّ هُوَ كَلَّا وَهُوَ كَلَّا مِمَّنْ عَطَا رَبُّكَ وَمَا كَانَ عَطَا**  
**رَبِّكَ مَحْظُورًا** یعنی ہر ایک کو ہم پہنچاتے جاتے ہیں اونکو اور اونکو تیرے رب کی بخشش  
 سے اور تیرے رب کی بخشش گنہے نہیں گہیری نقل ہے کہ ایک دن ابو محمد عبد الرحمن موضع  
 طغسوخ میں کہ توابع بغداد شریف سے ہے بر سر منبر کہنے لگے کہ میں اولیاء نہیں ایسا ہوں  
 جس طرح کلنگ طیور میں یعنی گردن بلند ہوں اوسے جگہ شیخ ابو الحسن علی ابن احمد مرید و  
 شاگرد حضرت غوث کے بھی موجود تھے یہ کلام سنتے ہی اوہ بے اور دلچ اپنا پہاڑ کر  
 فرمانے لگے کہ مجھے جہور دو کہ اس سے کشتی لڑوں یعنی حقایق و معارف میں مقابلہ کروں اور طیران  
 کروں اور دیکھوں یہ کیسا کلنگ ہے عبد الرحمن ساکت ہوئے اور یاروں سے کہا میں  
 یک بال اوس کا عنایت الہی سے خالی نہیں پاتا اے ابو الحسن دلچ میں تو فرمایا جمیع سے

حضرت غوث نے فرمایا کہ  
 میں نے دیکھا ہے کہ  
 شیخ ابوسعید قیلوئی نے  
 ترک اختیار مانگا اور  
 اس قاید نے قوت  
 مجاہدہ طلب کی

میں نے سنا کہ ایک اور موضع جنت کے طرف مہنہ کر کے اپنی زوجہ کو آواز دی ای  
 فاطمہ جامہ لاؤ میں پہنوں اس نے یہ آواز اپنے گہر میں سنی اور جامہ لیکر حاضر ہوئی  
 حالانکہ مکان اونکا وہاں سے ایک منزل تھا شیخ عبد الرحمن نے پوچھا تیرا شیخ کون ہے  
 ابو الحسن نے فرمایا شیخ عبد القادر جیلانی عبد الرحمن نے کہا میں نے شیخ عبد القادر کا  
 ذکر ملا اعلیٰ میں نہیں سنا اور چالیس برس سے درکات باب قدرت میں رہا ہوں  
 مگر اونکو میں نے نہیں دیکھا اور اپنے یاروں سے کہا کہ بغداد میں شیخ عبد القادر کے پاس  
 جا کر میرا سلام کہو اور عرض کرو کہ میں چالیس برس سے باب قدرت پر مومن ہوں نہ میں  
 دیکھتا ہوں کہ کد اخلاد و کد اخلار جا شیخ عبد القادر نے اس وقت اپنے بعض اصحاب کو ارشاد  
 کیا کہ تفسوخیج میں جاؤ اور راہ میں اصحاب شیخ عبد الرحمن کے میرے پاس آتے ہیں میں گے  
 سو اپنے ساتھ اونکو پہر لیجاؤ اور جب عبد الرحمن کے پاس پہنچو تو یہ اسلام دیکر کہہ دینا  
 کہ تو درکات میں پڑا ہے اور جو درکات میں ہے وہ اس شخص کا حال کیا جانے جو حضور  
 میں ہے اور میں باب السراپ ہوں تو نہیں دیکھ سکتا مجھکو مگر کسی نشان سے آگاہ ہو کہ فلاں  
 روز جو تجھکو خلعت رضا پہنائی گئی وہ میرے ہاتھ سے ہے اور جو خلعت فتح کی فلانی  
 مات میں تجھکو پہنائی گئی وہ بھی میرے ہاتھ سے پہنائی گئی تھی اور جب درکات میں  
 بارہ ہزار دلی اللہ کے سامنے خلعت ولایت برنگ سبز مطرز بسورہ اخلاص تجھکو  
 دے گی سو بھی میں نے پہنائی تھی اور جب یک پیالہ غیب سے آیا اور حملہ اولیا اللہ نے  
 ایک ایک جرعیہ پیادہ پیالہ چھوٹا کیا ہوا میرا تھا چنانچہ اصحاب حضرت غوث تشریف لے چلے تو  
 راستے میں اصحاب شیخ عبد الرحمن ملے اونکو پہر لیگئے اور عبد الرحمن کو پیغام حضرت کا پہنچایا  
 عبد الرحمن نے کہا عبد القادر نے سچ فرمایا وہ سلطان الوقت ہے اور صاحب قصف  
 مولانا عبد اللہ باغی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامات حضرت شیخ عبد القادر کے حد  
 حصہ سے خارج ہیں اور مجھکو خبر دی اون لوگوں نے جو حضرت سے ملتے تھے کہ کرامات انکے

شیخ عبد القادر

باب قدرت پر مومن ہوں

متواتر ہیں یا قریب متواتر اور بالاتفاق معلوم ہے کہ جس قدر کرامات و خوارق عادات آپ کے صادر ہوئے ہیں ہرگز اولیاء اُفاق سے ظاہر نہیں ہوئے اور کرامات آپ کے اجماع موتی اور برای الکتہ البرص اور اعرج وغیرہ میں اکثر ہوئے ہیں اور یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ کرامات و خوارق عادات آپ سے مطابق تعداد معجزات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوئے صرف ایک کی کمی ہے چنانچہ بہ تمیناً و تبرکاً چند کرامات تہے کہ متواتر اللفظ والمعنی میں بیان کرتا ہوں پس واضح ہو کہ شیخ ابو الحسن علی ابن یوسف ابن جریر ابن معضاد شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت مولانا عبد اللہ یافعی نقل فرماتے ہیں کہ امت اول کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لائی اور بولی کہ ای سید یہ لڑکا میرا تمہارے طرف بہت میلان رکھتا ہے سو میں خدا کے واسطے اپنا حق اس سے معاف کرتی ہوں آپ اب اس کو اپنے پاس رکھیں حضرت نے قبول فرمایا اور ریاضت و مجاہدہ کا حکم دیا بعد ازاں ایک دن اوس کی مادیکنے آئی تو اوس کو نہایت ضعیف و نقیہ پایا اور بیخوابی سے بدحواس دیکھا اور اس وقت ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا ماتھہ میں لئے کہا تا تھا یہ حال دیکھ کر اوس کو ملال ہوا سو وہ حضرت کے پاس آئی آپ اس وقت کہا نا کہانے تھے اور بڈیان مرغ کے دستہ خوان پر ایک باس میں رو برو رکھیں تبہیں اوس عورت نے کہا ای سید تم یہ کہانا کہاتے ہو اور میرے لڑکے کو جو کی روٹی ملتی ہے پس حضرت نے سنکر اپنا ماتھہ اون ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا یکایک وہ مرغی آواز دیکر اڑتی اور پر جھاڑ کے پہرے لگی تب حضرت نے فرمایا ای ما جب تیرا بیٹا اس مقام پر پہنچے تو جو کچھ چاہے سو کہائے ابھی لایق نہیں ہوا ہے جل جلالہ کہ امت دوم ایک دن ایک سوداگر شیخ حماد کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا کہ میں شام کو برسم تجارت جاتا ہوں سات سودیاں میرے پاس ہیں شیخ حماد نے فرمایا اگر اس سال میں تو جاتا ہے تو لو تمارا جائگا وہ سوداگر سخت سنجیدہ و غم دیدہ ہوا اور اونکے مجلس سے سرسیمہ ہو کر حضرت شیخ الاولیاء کے پاس آیا اور اپنا قصہ کہا حضرت نے

فرمایا تو جاسیج و سالم فایده کے ساتھ اپنے گہراویگا اگر ایسا نہ ہو تو ضمانت اسکا مجھ پر ہے  
چنانچہ وہ سوداگر شام کو گیا اور اپنا مال بیچ کر پھر ایک دن واسطے قضاے حاجت کے سقایہ  
میں در آیا اور ہزار دینار قیمت کتبا کے ساتھ لے گئے تھے اس کے طاق پر کہہ کر قضاے حاجت  
میں مصروف ہوا جب فراغت کر کے نکلا تو دینار پھول گیا اور اپنے منزل پر آکر دفعۃً  
سو گیا خواب میں دیکھتا ہے کہ میں ایک قافلے میں ہوں قضا قون نے قافلہ مارا اور اسباب  
لوٹا میں بھی مارا گیا تو یہ شخص ڈر کر چونک پڑا اثر خون گردن پر تھا اور جراحت کا الم محسوس  
ہوتا تھا اس کے دل میں آیا کہ دینار سقایہ کے طاق پر پھول آیا ہوں اس وقت وہاں کیا بچنے  
سکے ہی ہوئی ملی تب جانب بغداد روانہ ہوا اور دل میں یہ خطہ تھا کہ جو شیخ حماد کو دیکھتا ہوں  
تو وہ ہی بڑے بزرگ ہیں اور جو شیخ عبدالقادر کو دیکھتا ہوں تو یہ ہی بڑے بزرگ ہیں  
انکی بات سچی ہوئی ابھی شیخ حماد نے مجھ سے کیا فرمایا تھا جو بر خلاف اس کے واقع ہوا ہے  
شیخ حماد بازار میں نظر آئے اوہنوں نے فرمایا اول شیخ عبدالقادر کو دیکھ کہ سخن اسکا حق ہے  
سترہ مرتبہ اس نے اللہ سے درخواست فرمائی ہے تب تیرا قتل ہونا جو بیدار میں معزز  
ہوا تھا خواب میں بدل ہو گیا اور تلف مال فراموشی میں قرار پایا شیخ عبدالقادر کے پاس  
آیا تو اپنے دیکھتے ہوئے فرمایا کہ جو شیخ حماد نے کہا ہے کہ سترہ مرتبہ خدا سے درخواست  
کی ہے قسم ہے عزت معبود کی کہ سترہ بار اور سترہ بار بلکہ سترہ بار میں نے  
درخواست کی ہے تب تقدیر بیداری خواب میں ہو گئی جو شیخ حماد نے کہا تھا سبحان اللہ  
بحمد اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت و طاقت و مقبولیت و محبوبیت کسی کی کو سوائے حضرت  
غوث الاعظم کے نہیں دی کہ جو امر ظاہر میں بقدر کیا گیا ہوا انکی دعا سے خواب میں ہو جائے  
یا الہی اس مولف بکس دیے زاد کو اوہنیں کے غلامان خاص اور خادمان با اختصاص میں قبول کر  
اوہنکی روح پاک سے کوئیں میں فیضیاب نے فرمایا کرامت سیوم شیخ شہاب الدین  
سہروردی فرماتے ہیں کہ ایام جوانی میں مجھ کو علم کلام کا شوق ہوا چند کتابیں میں نے یاد کیں



سو میرے چچا مجھ کو منع کرتے ایک دن حضرت شیخ عبدالقادر کے خدمت میں لیگئے اور عرض  
 کیا کہ ای سید میرا بیٹا عالم کلام سے مشغول ہے ہر چند اس کو منع کرتا ہوں باز نہیں آتا شیخ نے  
 فرمایا کہ اتنی عمر میں تو نے کون کون کتاب حفظ کی ہے میں نے کہا فلاںی کتاب اور فلاںی کتاب شیخ  
 نے دست مبارک میرے سینہ پر پھیرا واللہ ایک لفظ اون کتابوں کی یاد نہ رہی اور اللہ تعالیٰ  
 نے تمام مسائل اونکے نبھو لادی اور میرا سینہ علم لدنی سے بہرہ دیا بعد چندے مجھ سے حکمت ناطق  
 ارشاد فرمایا یا عمر انت آخر المشہورین بالعراق کرامت چہا م نغات میں ابوالمظفر  
 ایک عالم سے منقول ہے کہ میں مرد جوان تھا حضرت شیخ عبدالقادر کی خدمت میں حاضر ہوا  
 اور ایک کتاب علم فلسفی کی میرے ساتھ تھی شیخ نے بغیر دیکھے اور پوچھے فرمایا کہ بد تو  
 رفیق تیری یہ کتاب ہے اے حکو دو ڈال میں نے قصد کیا کہ بیان سے جا کر کتاب گہر میں رکھوں گا  
 اور پیر اپنے ساتھ نلوں گا نفس امارہ نے نہ چاہا کہ اس کتاب کو ضایع کر دوں کیوں کہ اس سے فائدہ  
 اوتھایا تھا اور مجھ کو اس سے محبت تھی سو میں نے چاہا کہ اس نیت سے اوتھوں اور تہ نہ سکا  
 شیخ نے فرمایا تو اپنی کتاب مجھے دے تب میں نے حوالہ کی جگہ سے کہولا تو ساری کتاب غنی  
 ایک حرف ہی اوسمیں نہ لکھا تھا پھر حضرت شیخ نے اپنے ہاتھ میں ورق گردانے فرمائے اور ارشاد  
 کیا کہ یہ کتاب فضائل القرآن ہے پھر میں نے لیکر جو دیکھا تو نہایت خوش خط لکھی ہوئی فضائل  
 القرآن تھی سخت مستحیر ہوا اور میں نے ارشاد جناب حضرت غوث ثوبہ کی جب دنان سے  
 اوتھا تو جو کچھ میں نے اوس کتاب سے یاد کیا تھا بالکل فراموش تھا اور ہرگز میرے دلیں نہیں آیا  
 کہ وہ کیا تھا کرامت پنجم ایک دن حضرت غوث الاعظم قدس سرہ موہیک جماعت فقرا  
 و فقہاء کے زیارت قبور کو تشریف لے گئے اور شیخ حماد کے قبر پر کھڑے ہوئے اور اتنا توقف  
 فرمایا کہ ہوا گرم ہوئی جبے مان سے لوٹے تو آثار سرور روی مبارک سے نمودار رہی یا رون  
 پوچھا کہ آپ نے کس لئے توقف فرمایا ارشاد کیا کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن میں شیخ کے ساتھ  
 مسجد جامع کو جاتا تھا اور ہوا اوسوقت از بس خنک تھی اور میں جبہ پشمینہ پہنی تھا اور

میرے پاس چند اجزاء کتاب کے تھے جب پل برہنچا تو شیخ حماد نے ڈاہنے ہاتھ سے دہکے دیا  
 کہ میں پانی میں گرا تو میں نے اپنا ہاتھ اٹھالیا کہ اجزاء کتاب تر نہ ہو جاویں اور شیخ حماد  
 نے اپنے یاروں کے ساتھ چلے گئے پر میں پانی سے نکلا اور جبہ پھوڑ کر کانپتا ہوا اونٹوں کے  
 پیچھے چلا جب اونٹوں کے پاس پہنچا تو یاروں نے میرے حق میں کچھ کلام استہزاء کہا  
 شیخ نے منع کیا اور کہا کہ میں اوسکی آزمائش کی تھی کیونکہ عبد القادر گویا ایک بہادر  
 نظر آیا تھا کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا تھا سو میں نے آج شیخ کو قبر میں دیکھا کہ  
 ایک حلیہ سرخ مرصع بجاہر بہنی سر پر تاج یا قوتی رکھی ہوئے اور ماتون میں ہونے کے  
 گنگن اور پیروں میں طلائی بغلیں بہنی ہوئے بیٹھے ہیں مگر سید ہاتھ بیکار ہے  
 میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے شیخ نے جواب دیا کہ یہ وہ ہاتھ ہے جس سے میں نے تمکو دہکے دیا  
 تھا کہ تم پانی میں گرے اگر تم سے ہوسکے تو تم معاف کرو اور میرا ہاتھ درست کرادو میں نے کہا  
 ہو سکتا ہے پر میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اور پانچ ہزار اولیاء اللہ نے میرے ساتھ  
 دعا کی یہاں تک کہ اونکا درشت ہوا کہ شیخ نے اوسنی ہاتھ سے مجھ سے مصافحہ فرمایا اس سے  
 مجھکو توقف ہوا اور یہی وجہ سرور کی تھی پر یہ خبر بغداد میں شہور ہوئی مشائخ بغداد  
 جو اصحاب شیخ حماد تھے جمع ہوئے اور حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے حضور میں  
 آئے تاکہ اس بات کی سند تحقیق کریں اور حضرت سے مطالبہ کریں مگر حجت شیخ سے  
 کوئی شخص دم نہ مار سکتا تھا سب ساکت بیٹھے تھے ناچار حضرت نے فرمایا کہ دو شخص کبرائے  
 مشائخ سے اختیار کرو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اگر اونکی زبان پر بھی ظاہر ہو جائے تو وہی  
 سند ہے اون لوگوں نے ابو یعقوب یوسف ابن ایوب ہمدانی اور شیخ ابو محمد عبد الرحمن  
 ابن شعبہ کردی رحمہم اللہ کو کہ بغداد میں موجود تھے اور اصحاب کشف و کرامات اور  
 صاحب حالات تھے تجویز کیا اور مہلت جمعہ آئندہ تک کی ہی کہ دیکھیں اونکی زبان پر  
 کیا ظاہر ہوتا ہے حضرت غوث الاعظم نے فرمایا کہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرو یہاں تک کہ

یہ امر متحقق ہو جائے اور خود حضرت نے سہ مبارک جہکایا اور اون مشایخون نے مراقبہ کیا پکا  
 بیرون مدرسہ سے ایک آواز آئی دیکھتے ہیں کہ یوسف ہمدانی دوڑتے ہوئے باہر سے آتے  
 ہیں جب مدرسہ میں پہنچے تو فرمانے لگے کہ مجھ کو حق سبحانہ تعالیٰ نے شیخ حماد کو دکھلایا اور  
 اونہوں نے فرمایا ای یوسف مدرسہ شیخ عبدالقادر میں جا اور جتنے مشایخ وہاں جمع ہیں  
 اون سے کہہ دے کہ جو عبدالقادر نے کہا ہے سچ ہے ہنوز یوسف ہمدانی کلام اپنا تمام  
 نہ کر چکے تھے کہ شیخ عبدالرحمن کر دی دوڑتے آئے اور کہا جو کچھ یوسف نے کہا راست  
 و درست ہے کہ امت ششم ایک مرتبہ اصحابوں نے پوچھا کہ آپ کا لقب محی الدین  
 کس سبب سے ہوا فرمایا ایک مرتبہ جمعہ کے دن سیر کر کر پائے برہنہ بغداد میں داخل ہوتا تھا کہ  
 ایک بیمار متغیر اللون نحیف البدن پڑا ہوا ملا اوسنے کہا السلام علیک یا عبدالقادر  
 میں نے جواب دیا وعلیک السلام اوسنے کہا میرے نزدیک آمین گیا تو اوسنے کہا مجھ کو ہتھلا  
 دیجئے میں نے اوٹھا کر ہتھلایا تو بدن اوسکا تازہ ہو گیا اور صورت اوسکی بہتر و خوب اور  
 رنگ نہایت صاف و شفاف بننے میں ڈرا اوسنے کہا مجھ کو جانتے ہو کہا میں نہیں  
 پہنچا تا بولا میں دین اسلام ہوں کہ میری یہ کیفیت ہو گئی ہے سو اللہ تعالیٰ نے تمہارے  
 ہاتھ سے مجھے زندہ فرمایا انت محی الدین پر میں سجد جامع میں آیا اوسوقت ایک شخص  
 میرے پاس آیا اور اوسنے غلین سیدھی کر کے سامنے رکھیں اور بولا یا شیخ محی الدین  
 جب نماز میں فراغت کی تو لوگوں نے ہر طرف سے ہجوم کیا اور سب دست بوس پا بوس  
 ہونے لگے اور کہتے تھے یا محی الدین حالانکہ اوس دیکے سوا کہی سیر یہ لقب تھا کہ امت ہفتم  
 ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اور شیخ علی ہیتی شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں تھے کہ ایک  
 شخص اکابر بغداد سے آیا اور عرض کرنے لگا کہ ای سید تمہارے جد رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی شخص دعوت کیا چاہے چاہے کہ قبول کرے سو میں آج  
 دعوت کا کہا نا کہا نیکے لئے بلاتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ اگر مجھ کو اجازت ہوگی تو آؤں گا

کلام اللہ  
 کلام اللہ  
 کلام اللہ

پہر ایک ساعت سر جھکا یا اور فرمایا کہ آتا ہوں اور استر سواری طلب کر کے سوار ہوئے شیخ  
 علی ہستی نے داہنے طرف کی رکاب تہاجی اور سینے بائیں طرف کی بیان یک اوس داعی کے  
 مکان پر تشریف فرما ہوئے جملہ مشایخ اور علمائے بغداد وہاں حاضر تھے اور دسترخوان  
 بچھا تھا کہ اوس سیر انواع نعمتیں کہیں تہین پہر ایک خوان جس پر بڑا خوان پوش پڑا تھا  
 دو شخص اوٹھا کر لائے اور آخر فرش پر رکھ کر کھڑے ہوئے بعد ازاں صاحب دعوت نے  
 کہا الصلا یا سید حضرت نے سر جھکا یا اور کہا مانہ کہا یا اور اذن بھی کسی کو نہ دیا تو کسی نے  
 ہاتھ نہ ڈالا بعد ازاں حضرت نے میرے اور شیخ علی ہستی کے طرف اشارہ فرمایا کہ اوس  
 خوان کو اگے لاؤ سو جب خوان اوٹھا یا تو از بس گران تہا عرض سامنے لا کر رکھا جب اوس کا  
 سر پوش کھولا تو اوس میں صاحب دعوت کا بیٹا تھا مادر زاد اندھا اور جامانہ اور مجرم اور  
 معلوج حضرت نے فرمایا قم باذن اللہ ما فیہا یکا یک وہ لڑکا اوٹھا اور اپنے آنکھوں اور  
 پیروں سے چل کھڑا ہوا اور سب بیمار یان زایل ہو گئیں حاضرین محفل میں ایک شور پڑ گیا کہ  
 حضرت شیخ اوس انہو میں باہر نکل گئے اور کچھ کہا مانہ کہا مانہ اور میں شیخ ابوسعید قلیوبی  
 کے پاس چلا گیا اون سے یہ قصہ بیان کیا فرمایا کہ شیخ عبد القادر یزیدی الاکرمیہ  
 والابصر وینجی الموتی باذن اللہ کرامت ہشتم ایک دن حضرت دعوت فرماتے  
 اور مجلس جمع تھی یکا یک پانی برسنے لگا تو مجلس کے لوگ متفرق ہو چلے حضرت نے سر  
 اوٹھا کر فرمایا میں جمع کرتا ہوں تو تفریق ڈالتے فی الفور وہ ابر مجلس سے باہر نکل گیا  
 اور خارج از مجلس برسنے لگا کرامت نہم ایک مرید حضرت کا بیان کرتا ہے کہ ایک  
 مرتبہ جمع کے دن میں حضرت کے ساتھ مسجد کو جاتا تھا کہ اپنے آپ کے طرف التفات کیا میں نے  
 اپنے دل میں کہا کہ عجبت ہے ہر جمعہ کو یہ اتفاق ہوتا تھا کہ جب حضرت مسجد طاع کو آتے  
 ہتے ایسا ازدحام ہوتا تھا کہ مسجد تک پہنچنا مشکل پڑتا تھا آج کیا ہے جو کوئی متوجہ نہیں  
 ہوتا ہے یہ خطر میرے دل میں تمام ہوا تھا کہ حضرت صاحب مسکرا کر میرے طرف دیکھا

حوالہ: ۱۰۰

دیکھتے ہوئے لوگوں نے سلام کرنا شروع کیا اور ایسا از دعام ہوا کہ حضرت اوسینہ میں پوسیدہ  
 ہو گئے اور میں چھوٹ گیا تو میں نے کہا کہ یا الہی پہلا حال کس حال سے بہتر تھا اب تو میں حضرت  
 کو دیکھنے بھی نہیں پاتا ہوں حضرت نے متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ تو نے آپ درخواست کی کہ مجھ سے  
 جدا ہوا اور تو نہیں جانتا کہ قلوب آدمیوں کے میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں ان کے قلوب  
 اپنے طرف پھیر دوں اور جو چاہوں متوجہ کر لوں کرامت دہم ایک شخص مرید بن حضرت  
 بنیان کرتا ہے کہ میں شیخ کے خدمت میں مشغول تھا اور اکثر رات میں جاگتا رہتا تھا ایک دن  
 حضرت رات کو گہرے باہر نکلے میں نے جانا کہ رفع حاجت کو چلے ہیں سو میں نے لوٹا پانی کا دروہر دیا  
 آپ نے التفات نہ فرمایا اور دروازے مدرسہ کے طرف متوجہ ہوئے دروازہ بند تھا کھل گیا  
 میں ہی پیچھے چلا اور گمان میرا یہ تھا کہ میرے ساتھ ہونے سے حضرت کو اطلاع  
 نہیں ہے یہاں تک کہ بغداد کے دروازے پر پہنچے وہ بھی بند تھا کھل گیا تب حضرت باہر  
 شہر کے نکلے میں ہی ساتھ چلا تھوڑے دور چل کر ایک شہر میں پہنچے میں نے نہ جانا کون  
 شہر ہے سو ایک مہمان سرا میں تشریف فرما ہوئے دامن چہہ شخص بیٹھے تھے اوہوں نے  
 قریب آکر سلام کیا اور میں ستون کے آڑ میں لگ رہا تو ایک آواز نالہ و فریاد کی میرے  
 کان میں آئی تھوڑی دیر کے بعد از بند ہو گئی پھر ایک مرد آیا اور اوسے طرف جدہ سے آواز  
 آتی تھی چلا گیا وہاں سے ایک شخص کو کندھے پر ڈال کر لایا اور دوسرا شخص سر پر بندہ ہو کر  
 بال بڑے ہوئے ساتھ آیا اور حضرت کے مواجہہ میں بیٹھ گیا تو حضرت نے کلمہ شہادتین  
 پڑھایا اور سر و لب کے بال لپی اور محمد نام رکھ دیا اور ان چہہ شخصوں سے فرمایا کہ مجھ کو ارشاد  
 ہوا تھا کہ بجائے اوس مرد کے اس شخص کو قائم کروں وہ بولے قبول ہے پھر حضرت نے ان سے  
 تشریف لے چلے اور میں پیچھے پیچھے چلا یہاں تک کہ دروازہ بغداد پر پہنچے دروازہ بند  
 تھا پھر کھل گیا جس طرح اول کھل گیا تھا جب مدرسہ پر آئے تو اوسکا بھی دروازہ کھل گیا  
 اور حضرت دولت خانہ میں داخل ہوئے میں اپنے حجر میں صبح کو جب سبق پڑھنے آیا تو

حضرت کی ہیبت سے کچھ بڑھ نہ سکا حضرت نے فرمایا پڑھ میں نے التماس کیا کہ یا حضرت کیفیت  
 بت کی بیان فرماؤ تاکہ دل کو میرے تسلی ہو فرمایا کہ جہاں میں شب کو گیا تھا وہ شہر نہاوند  
 ہا اور وہ چہرہ رور آدمی ابدال تھے اور جو کہ نالہ وزاری و فریاد کرتا تھا وہ سہ دار اور نکھتا تھا اور  
 جو مڑ دیکھ نہ سکتا تھا وہ ابوالعباس خضر علیہ السلام تھے کہ بابر تجبیز و تکفین لائے  
 تھے اور وہ شخص جس کو میں نے تعلیم کیا وہ ایک کافر ترسا سا کن قسطنطنیہ تھا اور مجھ کو ارشاد  
 اُبی ہوا تھا بجای اوس مر دیکے قائم کروں سوا و سکو خضر علیہ السلام نے حاضر کیا تھا میں نے اوس کو  
 مسلمان کیا اور داخل ابدال کر دیا کرامت یار دہم ایک خادم حضرت کا بیان کرتا ہے کہ  
 ایک دن آنجناب عظم فرماتے تھے کہ دفعۃً چند قدم ہوا میں اوڑے اور فرمایا اسوایہ  
 قم واسمع کلامہ للحمادی یعنی ای اسرائیلی کہڑا ہوا اور کلام محمدی سن لے جب حضرت  
 اپنی جگہ پر آئے تو میں نے پوچھا یہ کون تھا فرمایا ابوالعباس خضر علیہ السلام اس طرف  
 گذرے اور بہت تیز جاتے تھے سو میں گیا اونکے طرف اور کہا تیزی نہ کرو کلام محمدی  
 سنئے جاؤ کرامت دواز دہم شاہ مظفر خادم حضرت کے بیان کرتے ہیں کہ بہ سب کثرت  
 مصارف مہمانوں کے ایک مرتبہ حضرت پر اڑائی سودینار سرخ لوگوں کی قرض ہو گئی  
 سو ایک دن ایک شخص اجنب بلا اجازت چلا آیا اور بیٹھ گیا اور باتیں کرنے لگا اور اڑائی  
 سودینار نکالی اور کہا یہ آپ کے صرف ہے پھر رخصت ہوا حضرت نے فرمایا کہ یہ دینار  
 قرض خواہوں کو دے یہ فرشتہ صیغہ فی قدر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اوس کو واسطے اولیاءوں کے  
 پیدا کیا ہے اسب طرح ایک مرتبہ پچاس دینار قرض ہو گئے تھے سو ایک شخص نے وہ دینار  
 نذر کی شیخ احمد بغدادی حاضر تھے اوہوں نے پوچھا یہ شخص کون تھا فرمایا صیغہ فی القدر  
 کرامت سینر دہم شیخ بقا ابن بطوعلیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایک روز کوئی مرد بزرگ  
 ایک لڑکا نوجوان ہمراہ لیکر آیا اور التماس کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے حالانکہ وہ اسکا بیٹا  
 نہ تھا مجھ و سماعت اس کلام کے آتش غضب محبوب الہی چمک اُٹھی تو اطراف بغداد میں

آگ لگی کہ نصف سواد بغداد جل گیا راوی کہتا ہے میں نے ترسان و لرزان عرض کیا الغیث الغیث  
 برائے خدا رحم فرمائے بارے محبوب الہی نے رحم کیا اور آبِ حمت سے بچھایا کہ امت چہار دہم  
 ایک دن حضرت غوث الاعظم کہیں تشریف لے جاتے تھے اثناءِ راہ دو شخص ایک نصرانی  
 دوسرا محمدی باہم تکرار مذہب کے کرتے تھے سو وہ حضرت کو دیکھ کر حاضر ہوئے اور حضرت کو  
 حاکم قرار دیا آنجناب نے جانین کے دلائل پوچھے محمدی کہا ہمارے پیغمبر خدا خاتم المرسلین ہیں  
 یہی دلیل ہلکو کافی ہے اور نصرانی نے کہا ہمارے پیغمبر مرڈ زندہ کرتے تھے ہلکو یہ برکان قاطع ہے  
 تب حضرت نے نصرانی سے فرمایا کہ یہ دلیل افضلیت کی نہیں ہو سکتی کیونکہ حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام قم باذن اللہ کہلکمر مردہ زندہ کرتے تھے اور اس امت مرحومہ میں ادنیٰ شخص کو  
 یہ رتبہ حاصل ہے کہ قم باذینے سے زندہ کرنے اوسنے کہا یہ امر محال ہے اور اگر ایسا ہو تو  
 میں ایمان لاؤں سو حضرت ہمراہ اوسکے قبرستان میں گئے اور ایک قبر کہنے پر کھڑے ہو کر فرمایا  
 قم صاحب قبر از سر نو زندہ ہو کے نکلا اور کلمہ حق پڑھتا تھا یہ وہ نصرانی ایمان لایا  
 کہ امت پانزدہم ایک روز حضرت بنا بر عیادت شیخ علی ہسینی کے اونکے گھر گئے وہاں  
 دو درخت خرما کے خشک مدت سے تھے حضرت نے ایک کے نیچے وضو کیا دوسرے کے نیچے دوکانہ  
 نماز ادا کیا دو نو سو سبز بار آور ہوئے کہ امت شانزدہم شیخ بقا کہتے ہیں ایک روز  
 میں مجلس عظیم میں حاضر تھا دفعۃً حضرت شیخ اول پایہ منبر پر جبکہ اوتھجے آئے پہر جڑھے  
 اور پایہ دوم پر تھہرے تو میں نے دیکھا اول پایہ پر لباس حریر سبز کا بچھا اور رسول مقبول  
 صلی اللہ علیہ وسلم صاحب باقار جلوہ فرما ہوئے اور حضرت حق تعالیٰ نے قلب شیخ پر  
 تجلی فرمائی کہ شیخ جبکہ رسول اللہ نے سنبھالا یہ شیخ اتنے قصیر ہوئے جسطرح کج خشک پھل  
 اتنا بڑھے کہ مجھے خوف لاحق ہوا یہ حالت اصلہ پر آئے یہ حال دیکھ کر میں نے لوگوں سے  
 ذکر کیا تو حاضرین نے کیفیت روایت رسول اللہ و اصحاب باصفا سے سوال کیا میں نے کہا اللہ نے  
 اونکے ارواح کو یہ قوت عطا کی ہے کہ جب چاہیں متشکل بصورت اجناد و صفات اعیان

ہو جائیں مگر وہ لوگ اونکو دیکھتے ہیں جبکہ اللہ نے قدرت دی ہے یہ حضرت شیخ کے جہکنے  
 اور خورد و بزرگ ہونے کی علت پوچھنے لگے میں نے کہا تجلی اول الہی اور صفت پر ہتی  
 کہ بنیہ انسانی کو برداشت نہیں مگر تائبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تجلی ثانی جلالی ہی  
 اور تجلی ثالث جمالی و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم  
 کرامت ہفد ہم شیخ سیف الدین عبدالوہاب ابن حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ  
 جب کسی مہینے کی چاند رات ہونے والی ہوتے تو ماہتاب میرے والد کے حضور میں آتا ہوتا  
 اور سختی و تکلیف اور نعمت و خیریت بیان کر دیتا تھا مگر اول میں بصورت رستت اور  
 دوم میں بصورت خوب چنانچہ آخر روز جمعہ سلخ جمادی الاخری سال پانصد و شصت ہجری  
 میں ایک جوان خوبصورت آیا اور بولا السلام علیک یا ولی اللہ ماہ رجب ہوں مبارکباد  
 ہے کہ مجھ میں کچھ سختی و مقدر نہیں ہوئی ہے یہ رجب سلخ رجب ہوئی تو ایک مرد کریمہ النظر  
 نے حاضر ہو کر کہا السلام علیک یا ولی اللہ میں ماہ شعبان ہوں ذات شریف کے واسطے خوش  
 اور بغداد و حجاز و خراسان والوں کے لئے بد ہوں کہ بغداد میں موت ہوگی اور حجاز میں گزنی  
 اور خراسان میں کشتنوں پر جب ماہ شعبان آیا تو جو کچھ اوسنے کہا تھا ظاہر ہوا اور جب  
 سلخ شعبان ہوئی تو ایک شخص بصورت حزمین و غمکین آیا اور کہنے لگا السلام علیک  
 یا ولی اللہ میں ماہ رمضان ہوں مجھ میں چند روز آپ کے تکلیف ہوگی چنانچہ چند روز  
 حضرت رمضان میں بیمار رہے اور اونتیسویں رمضان روز دوشنبہ سنہ مذکورۃ الص  
 میں شیخ علی ہیتی و شیخ نجیب الدین سہروردی وغیرہ مشایخ کبار حضرت والد کے پاس  
 بیٹھے تھے کہ ایک مرد باہمت و وقار آیا اور کہنے لگا السلام علیک یا ولی اللہ میں ماہ رمضان  
 ہوں اوس تکلیف کا جو حضرت کو مجھ میں ہوئی ہے عذر کرتا ہوں اور رخصت بھی ہوتا ہوں  
 یہ آخر ملاقات ہے یہ رخصت ہوا دوسرے برس ماہ ربیع الثانی میں حضرت کی وفات  
 ہوئی اور رمضان تک عمر نے وفات کی راوی کہتا ہے کہ میں نے مرض موت میں وصیت طلب کی



فرمایا اصلاح و تقویٰ اختیار کرادے مولے خدا کے غیر سے خوف و امید نہ رکھو اور کل حاجات اپنی اوی  
 پر چھوڑا اور اسی سے طلب کے اور مولے اوسکے کیسے آگے سر نہ جھکا اور جماعت کا شریک ہو اور  
 توحید پر قائم ہو اور اوسکے اور یاروں سے فرمایا کہ اب میرے پاس اور لوگ آتے ہیں اور انکی تعظیم کرو  
 اور جبکہ دو پہر ایک شبانہ روز و علیکم السلام و حرمة اللہ و غفر اللہ لی و لکم  
 و تاب علی و علیکم بار بار فرماتے تھے پہ فرمایا انا لا ابالی بنی و عملای المودت  
 اور انتقال جنت فرمایا انا للہ وانا الیکہ راجعون کسی نے تاریخ تولد و وفات میں  
 کہا ہے میت سینسٹر کامل و عاشق تولد، وفات شریان ز معشوق الہی مگر صحیح  
 از روی روایت محققین یہ ہے کہ عمر حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ فوتی برس کی  
 ہوئی اور وقت وفات ما بین عصر و مغرب تھا اور سال پانصد و ثنصت و یک ہجری صرف  
 تاریخ میں اختلاف ہے صحیح تر از روی تحقیق بزرگان دین گیارہ دین ربیع الثانی ہے اور بعضے  
 نوں اور بعضے ستر وین بھی لکھتے ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور مزار مبارک شہر بغداد  
 شریف میں واقع ہے اور مرجع خلافتی ہے

### نظم

غوث اعظم صدف لہجہ غار مدد	رشتہ جان مددی گو ہر ایمان مدد
نرگس باغ نبی لطف نگاہی گاہ	لالہ باغ علی رحمت یزدان مدد
بوی خلق حسن رنگ گل خوشی حین	نوبہار عجب خاک شہیدان مدد
منظر بہت حق آئینہ قدرت حق	جلوہ حضرت حق نائب رحمان مدد
لیک بیکار و داین مورچہ راہ طلب	وادیم سخت گزارست سلیمان مدد
گل نشگفتہ خاطر پرمردہ ماست	ای نسیم کرم گلشن جابان مدد
صدف تشنہ من نے گہر معرفت آ	فیض عمان مددی بارش نسیان مدد
حزن یعقوبی اندوہ زلیخائی ما	از حد تاب گذشت ای رکنان مدد
تنک افسرہ زندان خودی پناہم	زور بازوی ید اللہ خدا دان مدد

خواہش جام بہم یا خط بغداد بود  
در خمار طربم ساقی دوران مدد کے  
نسبت بند گیت نام و نشان نعت  
صاحبانہ نواز اراشدہ جیلان مدد کے

فائدہ پوشیدہ نر ہے کہ اکثر اولیاء اللہ امت محمدیہ میں قطاب غوث و اوتاد و ابدال  
و اخیر و ابرار و نقباء و نجباء ہوئے ہیں اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان مراتب سے  
ترقی فرمائی اور عنایت ربانی اور تائید سلطانی رسول برحق سے مرتبہ قطب حقیقی اور  
قطب وحدت پر کہ مقام معشوقی ہے سرفراز ہوئے ہیں ذلک فضل اللہ یؤتیہ  
من یشاء اس مقام میں بعض کلام الہامی جو حضرت حق سے ہوئے ہیں لکھتا ہوں تاکہ  
فائدہ عام ہو از انجملہ اللہ صاحب فرماتے ہیں ای غوث بزرگ جو کچھ طور مابین ناسوت  
و ملکوت ہے وہ شریعت ہے اور جو درمیان ملکوت و جبروت ہے وہ طریقت ہے اور جو  
درمیان جبروت و لاہوت ہے وہ حقیقت ہے تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ عالم ظاہر  
ناسوت اور عالم فرشتہ ملکوت اور عالم ارواح جبروت و رای اسکے لاہوت ہے یعنی عالم  
محسوس ملک و ملکوت ہے اور عالم معقولات عالم ارواح و جبروت ہے اور جو درایہ  
اسکے ہے وہ لاہوت ہے پس لاہوت ذات اور جبروت صفات اور ملکوت فعل اور  
ناسوت اثر و فعل پس ناسوت سے تا جبروت اقوال اور افعال ہیں مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم  
الشریعة اقوالی والطریقة افعالی والحقیقة احوالی یعنی ناسوت و  
جبروت کے شریعت ہے جو میرے اقوال ہیں اور ملکوت و جبروت کے پیچ میں طریقت ہے  
جو میرے افعال میں ہے اور مابین جبروت اور لاہوت کے حقیقت ہے وہی میرا حال ہے  
کہ اوسکی تعبیر مقال سے نہیں ہو سکتے نہ وہ مان گفتار ہے نہ کردار پس یہ خطاب غوث  
پاک سے ہوتا ہے کہ ای محبوب یہ سب اظہار تجہ میں بھی ہیں کہ شریعت تیرا قول ہے  
اور طریقت تیرا فعل ہے اور حقیقت تیرا حال ہے پس حقیقت حال یہ نکلی کہ جس طرح  
انبیاء و انبیاؤن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلطان الانبیاء میں اس طرح اولیاء و انبیاؤن میں غوث پاک

سلطان الاولیاء میں محققین مشایخ فرماتے ہیں ای عزیز ذکر زبان ناسوتی ہے اور ذکر دل ملکوتی اور ذکر روح جبروتی اور ذکر سر لاہوتی یعنی ذکر زبان لا الہ الا اللہ اور ذکر دل اللہ اللہ اور ذکر روح ہو اور ذکر سر انا پر اس مرتبہ سے آگے نہ عبارت ہے نہ اشارت ای عزیز لاہوتی تخم ہے اور جبروت شاخ اور ملکوت برگ ناسوت گل اور یہ سب قبل ظہور تمام درخت کا تخم ہیں تھا لیکن اسم تہا نہ رسم اور بعد ظہور تخم درخت ہے نہ نام تخم کا ہے نہ نشان اسطرح قبل از ظہور خلق باطن حق ہتی و بعد از ظہور خلق حق باطن خلق ہے ازاںجملہ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ یا اللہ صاحب آپ کہاتے پیتے ہی ہیں ارشاد ہوا ای غوث الاعظم میرا کہا ناپینا فقیہ کا کہا ناپینا ہے تفصیل اس اجمال کی ذہن فقیہ میں اول ہون آتی ہے کہ یہ اضافت ایسی ہے جیسی ناقۃ اللہ اور بیت اللہ دوسری یہ کہ فقیہ حقیقی وہ ہے جو موصوف بصفات خدا ہوا اور صفات بشری سے پاک ہوا و سے یہ خطاب درست ہوتا ہے اور اوسکے طرف سے اضافت صحیح ہے اکل الفقیر اکل سو یہ بات غوث پاک کو حاصل تھی تب فرماتے ہیں کہ ای غوث الاعظم تیرا کہا ناپینا عین میرا کہا ناپینا ہے کیونکہ جو کچھ تیرے پیت میں جاتا ہے سب نور ہو جاتا ہے کہ تو صفات بشریہ سے دور ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایدت عند ربی وھو یطعمہ و یسقیہ یعنی میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے اور ایک بات اور بھی خیال میں آتی ہے کہ عالم کبریٰ میں حضرت حق مثل شخص ہے اور انسان سمجھو سایہ اور عالم صغریٰ میں انسان سمجھو شخص اور باقی اشیاء مانند سایہ پس جس طرح سایہ کو جنبش اور قیام اور سکون بخود نہیں ہے مگر بہ شخص اس طرح انسان کو حرکت و سکون و قیام و قعود اور اکل و شرب نہیں ہے مگر بہ حضرت حق اور فرمان بردار اسیکو کہتے ہیں جو کسی طرح کا مخالف نہ ہو جس طرح سایہ کو ہمہ وجہ مطیع اور فرمان بردار سایہ دار ہے کسی طرح مخالف نہیں ہے اسی طرح انسان ہمہ وجہ مطیع اور فرمان بردار حق ہے تب جملہ اشیاء مطیع اور فرمان بردار انسان ہیں ہوا و سکا کہا ناپینا عین حق کا

کہا اپنا ہے اور اسکا بیٹھنا اوٹھنا عین حق کا اوٹھنا بیٹھنا ہے اس مقام سے عقدۃ  
 الانسان بہرے وانا سوہ کہل جاتا ہے از انجملہ حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ صاحب نے خطاب  
 کر کر فرمایا ای غوث الاعظم نہیں کہانا انسان کوئی چیز اور نہیں پیتا اور نہیں بیٹھتا اور نہیں  
 اوٹھتا اور نہیں کہتا مگر میں اوس میں ساکن اور متحرک ہوں یعنی جملہ افعال انسان میری قدرت  
 سے ہیں اور اس کے سب امور میں میں حاضر و ناظر ہوں وہ میرا خلیفہ ہے اور میں مخلف جو  
 حکم مخلف کو ہے وہی خلیفہ کو چاہئے گویا اشارہ فرمایا ہے کہ ای محبوب تو انسان کامل  
 ہے میں تجھ میں بذات صفات ظاہر ہوں کہانا اور پینا اوکھنا اور سننا اور کھڑا ہونا اور  
 بیٹھنا تیرا مجھ سے ہے کیونکہ عالم محبت میں محب اور محبوب نقش واحد ہیں کچھ جدائی نہیں  
 چنانچہ کلام قدسی سپر ناطق ہے کہ فَإِذَا أَحْبَبْتَنِي عَبْدِي فَأَجِبْهُ كُنْتُ لَهُ مُسْمِعًا وَ  
 بَصِيرًا وَلِسَانًا وَدَلِيلًا لِي سَمِعُ وَيَنِي يَبْصُرُ قَرِيبِي يَنْطِقُ وَيَنِي يَطْشُ اور کیوں کر نہو جبکہ  
 مجنون محبت لیل میں محو ہوا تو اس نے اپنے تئیں لیلیٰ پایا اور کہا انا لیلیٰ لیلیٰ انا  
 حالانکہ یہ محبت مجازی تھی اوس نے تو یہ فائدہ بخشا یہ محبت حقیقی کو دیکھا چاہئے کہ کیا  
 کیا تاثیرات نہ بخشے گی خلاصہ اس کلام کا یہ ہوا کہ انسان ظہور تمام حق ہے اور اوس میں  
 حق بذات صفات و اسماء و افعال ظاہر ہے سو نہ عین ہے نہ غیر یعنی اسماء کوئی اسماء الہی  
 نہیں کہنا چاہئے اور نہ اسماء الہی کو کوئی + برا اور مطلق کو مقید نہ کرنا چاہئے اور نہ مقید کو  
 مطلق کو کہ مقید اوس مطلق سے نکلا ہے ولنعم ما قبل میت ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد  
 کہ فرق مراتب کنی زندیقی، پس حضرت غوث الاعظم نے کہ انسان اکمل ہے سب مراتب  
 طی فرمائے اور مقید سے مطلق ہوئے اور قطرہ سے دریا میں ملے صفات عبودیت سے  
 نکلے اور صفات ربوبیت میں پڑے اور نیت مطلق ہے تو بہت مطلق ہو گئے اور نار  
 فقر سے جل کر مذہبی اور الالیش دوئی و خودی کو آتش فقر پر جلا کر خالص نور ہوئے  
 اسی سے حجاب بیگانگی اوٹھ گیا اور قرب حقیقی بیان اور یگانگی نے موندہ کہولا اگر

محبت کو تلاش کرو تو محبوب نامتہ اوے اور جو محبوب کو دہونڈ ہو محبت ملے یہ مرتبہ  
فنا فی اللہ کا ہے حصول اس کا خیلے دشوار الا ماشاء اللہ اور افسوس اور دو  
طرح کی فنا لگی ہے جب تک کہ وہ نہ حاصل ہو تب تک فنا فی اللہ ہونا مشکل ہے اول  
فنا فی الافعال دوسری فنا فی الصفات پس فنا فی الافعال یہ ہے کہ سالک اپنی نفس کو اس  
عالم اختیار سے خارج ہو یعنی تمام افعال اور اقوال اور حرکات و سکنات کہ قبل اس کے  
اپنے طرف اور اون کے طرف نسبت کرتا تھا اور از خود اور از دیگران جانتا تھا سب کو  
نسبت بحق کرے اور افعال حق جائے اور اپنے افعال کو بہ نسبت حق ایسا خیال کرے  
کہ حرکات کلید نسبت دست اور حرکات مردہ بہ نسبت غسال اور فنا فی الصفات  
یہ ہے کہ جمیع صفات اپنی اور اون کی صفات حق سمجھے یعنی ہر ایک صفت اپنی صفت  
سے اور اون کی صفات سے کہ علم و ارادت و قدرت و کلام ہے جیسا اپنے طرف اور  
اور اون کے طرف نسبت کرتا تھا سب کو نسبت بخدا کرے اور صفات حق جانے اور  
اصلاً اپنے طرف اور اون کے طرف نسبت نہ کرے کہ یہ بھی اس طایفہ حق میں شریک ہے  
بیت گویم بہر زبان و بہر گوشش بشنوم ،،، این طرفہ ترک گوشش و زبانم پدید نیست ،،،  
نقل ہے کہ جب حضرت غوث سلطان العارفین بایزید بطامی رحمۃ اللہ نے دار فنا سے  
رحلت فرمائے تو اون کو خطاب ہوا ای بایزید میری درگاہ میں کیا تحفہ لایا تو بولے  
توحید لایا ہوں جواب آیا کہ یاد کر ایک مرتبہ رات کو تو نے دودہ کہا یا تھا اور بیت میں  
درد ہوا کسینے پوچھا بیت میں کیوں درد ہوا تو نے کہا رات کو میں نے دودہ کہا یا تھا اور  
بیت میں درد ہے اس دن توحید کہاں گئی تھی بیت نکو گوئی نکو گفت ست بالذات  
کہ التوحید اسقاط الاصافات ،،، پس ملاحظہ کرنا چاہئے کہ ہر گاہ سلطان العارفین سے  
اتنی بات پر توحید سلب کی گئی تو حال اور ون کا کہ مدلم اس میں گرفتار ہیں کیا  
ہو گا اس جگہ سے سمجھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُ بِاللَّهِ

اَلَا وَهُمْ مُشْرِكُونَ بیت تا بہر تبت عادت خویش، مردود و منافق نہ درویش  
 جب یہ معلوم ہوا تو اب واضح ہو کہ فنا فی اللہ عبارت اس سے ہے کہ سالک اپنے ذات  
 اور اورنگی ذات کو حق سمجھے یعنی یقین جانے کہ حضرت حق نے مرتبہ اطلاق سے نزول فرمایا  
 اور اشکال و صورت میں ظاہر ہوا ہے کما قیل بیت ہر چہ بینی یا رہت اغیار نیست  
 غیر او جز وہم و جز بندار نیست، از خیال ہو معکم جلو ہاست، لیک ہر کس لایق  
 دیدار نیست، اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ  
 فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ یعنی جس نے آپ کو جاننا کہ میں نہیں ہوں حق ہوں اس صورت میں  
 ظاہر ہوا ہوں پس نے شک پہچانا اپنے پروردگار کو اور یہی فرمایا ہے عَرَفْتُ مَا تَحْتَ  
 بَرَجَتِ یعنی تا وقتیکہ میں تہا حق کو نہیں پہچانتا تہا جب آپ کو حق جانا تو از خود رفتہ  
 ہوا اور حق کو پہچانا کما قیل بیت تا توئی از خدا نیابی بوی، خود نباشی خدا  
 نماید روی، لیکن اس معرفت و فنا کے واسطے ترتیب ہی چاہئے کہ اس ترتیب سے  
 چلے کہ مقصود اعظم خدا شناسی اور وصول الی اللہ حاصل ہو اور ترتیب یہ ہے کہ تمام  
 عالم کو یک آئینہ فرض کرے اور او سمین حق کا جمال دیکھے اور اس نسبت میں ایسا عقیدہ  
 ہو جائے کہ ایک لحظہ دلچو دیدہ دل سے فوت نہ کری بلکہ اپنے خیال میں رہے کہ نہایت  
 اس خیال میں بہت چیزیں نمودار ہونگے اور لذتیں او تہینگے بعد اس کے ترقی کرے اور  
 اعلیٰ پر چلے کہ سب عالم کو حق جانے اور حق دیکھے اور یہ تصور کرے کہ سب حق ہے کہ ان  
 صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے بیت ای غیر تر ابسوی تو سیری نہ، خالی تو  
 ہر سجد و دیری نہ، دیدند ہمہ طالبان مطلوبان را، آن جملہ توئی و در میان غیری نہ  
 اور اس خیال میں مواظبت کرے کہ کوئی ساعت اور کوئی آن اس خیال اور تصور سے  
 خالی نہ رہے اور اس بات میں ہمیشہ سعی بلیغ اور کوشش کمال سے پیش آوے کیونکہ  
 کوئی مطلب سعی نہیں ملتا اور ابتداء اس تصور میں کئی چیزیں دیکھے گا اور انواع

لذتیں پاویگا بعد اوسکے ترقی کا ارادہ کرے اور مرتبہ اعلیٰ پر چلے اور آپ کو درمیان سے  
 اوتھادے اور نفی وجود میں اور اثبات حق میں کوشش کرے یعنی چشم پوشیدہ یہہ  
 تصور کرے کہ جسکو میں جانتا تھا کہ میں ہوں میں نہیں ہوں حق ہے یہ اس تصور میں موانعت  
 کرے تاکہ ایکو فراموش کرے تو اوسکے باطن سے یہ ترانہ نکلے گا بیت اُنزا کہ من می نقمش  
 اکنون نمیدانم چه شد، بسیار دیر جستش اکنون نمیدانم چه شد، جب یہ تصور غالب  
 آیا تو از خود فراموش ہوا اور بینندہ اور دیدہ شدہ ایک ہو گیا حجاب اوتھ گیا اور  
 وصول حق حاصل ہوا کما قیل **نظم** ہموشا ہست ہموشا ہود،، غیر اونیت  
 در جہان موجود،، روزان تو بودم و غمی دانستم،، شب با تو غنودم و نمیدانستم  
 ظن بود مرا بخود کہ من جملہ ستم،، من جملہ تو بودم و نمیدانستم،، محبوب عیان بود  
 نمیدانستم،، با من بمیان بود نمیدانستم،، گفتم بطلب مگر بجای برسم،، خود  
 تفرقہ آن بود نمیدانستم،، یعنی بخود ہونا و از خود رفتہ ہو جانا مقصود و مطلوب  
 طالبان حق اور نہایت کمال و دریشان ہے جب اس مقام پر پہنچا تو فنا فی اللہ حاصل  
 بیت رفت از میان ہمین خدا ماند خدا،، الفکہ اذا تم ہو اللہ این است اسی جگہ  
 سے ہے کہ صوفی وہ نہیں ہے جو بہت چلہ کشی کرے اور خلوتیں اور ریاضتیں کرے  
 بلکہ صوفی وہ ہے کہ نہوا الہی جملہ طالبان حق کو یہ مرتبہ عنایت فرما سحرمت البنی  
 و آلہ الامجاد فایده واضح ہو کہ حصول فنا کا طریق کہ اعلاظم احوال اور مقامات اولیا میں  
 ہے یہی طریقہ خاص فقیر کا تب کے خاندان کا ہے اور عین طریق قادریہ اور قلندریہ یہی  
 نے اسکے حصول مقام خیلہ دشوار ہے چنانچہ ہمارے جد امجد حضرت شاہ محمد کاظم  
 قدس سرہ فرماتے ہیں عبارتہ ہذا بیت مایا بہم ہم جہانگی سادہ ہو۔ پایا  
 اپنے گہرائیں،، جا کو تہا وین جگ سے نیار سو یا یا ڈاری مگر نائیں،، کون کہت  
 وہا لک نہ سخن کہت کہت پیچ سما یو نائیں،، کاظم کہنیں سے دیکھو وہی آہیں آہیں



اگرچہ یہ طریقہ فقیر کو بخوبی پہنچا ہے مگر یہ نصیبی سے اوسپر عمل نہیں ہے لکہہ دینے  
 سے یہ فائدہ ہے کہ دیکھنے والا اگر حاصل کرے تو مجھ کو ثواب ملے اور شاید اونکی دعا سے  
 مجھے ہی حاصل ہو جائے **فَاِنَّ لِلّٰهِ يَخْتَصِي الْعِظَامَ وَهِيَ زَمْنٌ** از انجملہ حضرت حمزہ اللہ  
 علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ صاحب نے فرمایا ای غوث الاعظم کہا نا کہ کہا اور نہ پانی پی اور  
 خواب نہ کر مگر میرے نزدیک پس فرماتے ہیں کہ مینے نہ کہا نا کہا یا اور نہ پانی پیا اور نہ  
 سو یا مگر بل حاضر و چشم ناظر اپنے پروردگار کے پاس حاصل اوسکا یہ ہے کہ کہا یا پیا  
 سونا جاگنا حضرت انبیا اور اولیا کائنات پر ہے اور نیت اونکی خالصا اور مخلصا  
 تقرب ہے یعنی کہا نا اونکا ذوق و شوق حضرت حق ہے اور سونا اونکا مراقبہ معائنہ  
 حضرت حق ہے بیت سحر کرشمہ و صلت بخواب میدیدم نا نہ ہی مراتب خوابی  
 کہ بہ زبیدار است پس یہ کہا نا اور ہی کہا نا ہے اور یہ شراب اور ہی شراب ہے اور یہ  
 خواب اور ہی خواب ہے اگر ایک لقمہ اوس طعام کا اور ایک قطرہ اوس شراب کا ہم کو خوشین  
 تا ایک پلک مارنا اوس خواب سے عنایت فرما دیں تو واللہ دونو جہان پر نظر ہم تو  
 نہ دالین اور دستاویز لکھوالین جو حور و قصور اور غلمان پر کہہو آئکھہ نہیں کہولین بلکہ  
**مَا زَاغَ الْبَصَرُ مَا طَغَى نَفْسٌ** وقت ہو جاوے اور لذت طعام و شراب دو جہانی  
 زہر قاتل معلوم ہو اور **اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَّيْسَ فِيهَا حَوْرٌ وَلَا قُصُورٌ وَلَا لَبَنٌ**  
**وَحَسْلٌ وَخَلْجٌ** رہنا صاحب کا جلوہ پذیر ہو جائے مگر یہ طعام و شراب خواب  
 خاصہ انبیا و اولو العزم اور اخص الخاص اولیا کا ہے بعضون کو سالین بعضون کو  
 ماہ میں اور بعضون کو ہفتہ میں اور ہزار میں سے ایک کو ہر روز نصیب ہوتا ہے اور حضرت  
 غوث الثقلین کو البتہ ہمیشہ حاصل تھی کہ زندگی اونکی اوسی کہا نے سے اور حیات  
 اونکی اسی شراب سے اور راحت اونکی اوسی خواب سے تھی از انجملہ حضرت فرماتے  
 ہیں کہ اللہ صاحب مجھ سے فرمایا کہ ای غوث اعظم جو شخص کہ نیک نیت ہے بر نیک بخوبی

وہ خوشی کرے کہ اوسکو خجالت بعد اوسکے نہیں ہے اور جو شخص کہ ہے بد بخت بد بختی  
ازل پر پل افسوس ہے اوسپر کہ قبولیت اوسکی بعد نہیں ہے حاصل اس کلام کا ذہن  
فقیر ہیں یوں ہے کہ کوئی شخص اپنی طاعت پر ناز نہ کرے اور امید نہ کرے کہ سوائے  
اللہ کے کوئی اور بھی نجات دینے والا ہے اور ایمان قلم ازلی پر لاوے کہ اگر قلم ارادت  
سعادت پر چلا ہے تو مسعود و نیک نخت ہے اور اگر قلم ارادت شقاوت پر  
چل گیا ہے تو شقی و بد بخت ہے یعنی مہلک سوائے حق کے کوئی نہیں یعنی سداک  
یہ ہے کہ نجات و ہلاکت حضرت حق سے جانے اور اعتماد طاعت و گناہ پر نہ کرے  
اسلئے کہ سعادت و شقاوت اسوقت لکھی گئی کہ نہ یہ تھا اور نہ گناہ و طاعت  
یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے میت زہدت سچہ کا راہد گر راندہ در گاہی  
کفرت چہ زیان دارد گر نیک سرا سجای، یعنی اللہ کے کام معلول بعثت نبین ہیں  
جسکو چاہیں بعثت مقرر از کرین اور جسکو چاہیں راندہ در گاہ فرماوین بے نیاز مطلق  
ہیں ماضی مستقبل اور ازل اور ابد اونکے پاس یکساں ہے جو چاہا سو کیا جو چاہیں  
سو کرین یَفْعَلْ مَا يَشَاءُ وَ يَخْتَرُ مَا يُرِيدُ اوسی ذات پاک کو زیبا ہے  
وَمَا يَشَاءُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءَ لَمْ يَكُنْ اوسپر سزاوار ہے وَلَنَعْمَ مَا قِيلَ نَظْم  
اکثر اکثری از صومعہ در دیر گہران افکنی، این را کشتی از بت کدہ سر حلقہ زندان کنی، چوں  
چرا در کار تو عقل زبون پاکے رسد، فرمان دہ حضرت توئی حکمی کہ خواہی آن کنی، یعنی  
عز از بل عابد ہفت لک سالہ اور بلعم با عور و برصیا کو صومعہ قدس اور سجادہ قرب سے  
نکال کر گہر فک دیر میں ڈال دیا اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو بت کدہ  
لات و عزی سے نکال کر سر حلقہ اولیا بنا دیا پس زنجیر شقاوت ازلی جو ابلیس اور بلعم  
کے کلیمین پٹری تھی اونکو عبادت حالی اور ظاہری نے کچھ فائدہ نہ دیا اور ششہ سعادت  
ازل جو اونکے گردنوں میں پڑا تھا بت پرستی نے اونکو کچھ ضرر نہ پہنچایا سبحان

جل جلالہ از انجملہ حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ صاحب ارشاد کیا کہ الْحُبُّ لِحُبِّهِ جِجَابٌ مِّنْ  
 الْحُبِّ وَالْمُحِبُّونَ فَاذْفَى الْحُبِّ عَنِ الْحُبِّ فَقَدْ وَصَلَ بِالْحُبِّ يَعْنِي حُبَّ  
 محب محبوب میں محبت واقع ہے جب محب محبت سے خالی ہوا محبوب سے طامیرے  
 نزدیک حاصل پہنچے کہ ابی محبوب محبت سے نظر اوٹھانے اور شعور و ادراک جی مابین  
 محبت و محبوب واقع ہے اور سکون کر کے ایک وجود خیال کر کہ لَوْ أَنَّ الْحُبَّ لَوْنٌ  
 مُحِبُّوہِ جَسَطُحٌ مَّجْنُونٌ نے ایک اور اپنے شعور اور ادراک کو فنا کیا اور بہ بغیرہ مارا  
 کہ اَنَا لَيْسَ وَلَيْسَ اَنَا تَبِ محبوب ملی یعنی محب محبوب کو ایک دائرہ فطری کر اور  
 محبت کو خط وسطی جب خط وسطی کو گراوے تب دائرہ نکل آئے یعنی ظہور اسم  
 محبت محبوب محبت سے ہے جب محبت کو اوٹھا دیا تو محب محبوب ہو گیا جیسی  
 ایک دائرہ سے بچ خط وسطی و قوس بنائے ایک کا نام محب کہا اور دوسرے کا محبوب  
 جب خط وسطی دور ہوا تو اب بتلا و محب کون ہے اور محبوب کیا پس معلوم ہوا کہ خطے  
 تفرقہ ڈالا تھا جب تفرقہ گیا تو مطلوب حاصل ہوا اور جسکو یہ نہ حاصل ہوا وہ  
 محجوب ہوا اور جسکو یہ ملا تو اس نے محبوب کو دیکھا اب سب سے تغنی ہو گیا اب کیا  
 اوسکو چاہئے کون نعمت اس سے بہتر ہے جسکو چاہئے من لہ المولیٰ فلہ الكل  
 از انجملہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے جناب حق سے سوال کیا کہ یا رب  
 تو نے کس چیز سے فرشتوں کو پیدا کیا ارشاد ہوا کہ فرشتوں کو میں نے نور انسان سے  
 پیدا کیا اور انسان کو اپنے نور سے پس ای طالبان حق سنو کہ ارشاد حضرت سلطان  
 الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس پر دل ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللہ نوری و روحی  
 و عقلی و اَنَامُ نَفِی اللہ و للؤمنون من نوری و اَنَا مِنَ اللہ و للؤمنون  
 اور بعض روایات میں و الخلق منی ہی آیا ہے پس انسان اکمل حضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم ہیں کہ جملہ موجودات ملائکہ وغیرہ انہیں سے ظاہر ہوئے ہے بیت

نہ سجد ملا یک آدم آمد، کہ نور پاک در وی بود مخم، اگر این نکتہ نسبتی عزازیل، ہزار  
 سجد آوردی در آن دم از انجملہ حضرت فرماتے ہیں کہ اللہ صاحب مجسمے فرمایا کہ ای غوث  
 الاعظم اگر انسان جانتا کہ کیا چیز ہے بعد موت کے انسان کو تو کہہو آرزوی حیات دنیا میں  
 نگر تا بلکہ ہر لمحہ خواہش کر تا کہ ای پروردگار مجھ کو جلد موت نصیب فرما کہ میں اس اجمال کی یہ  
 ہے کہ موت دو قسم ہے ایک صوری اور دوسری معنوی پس موت معنوی وہ ہے  
 کہ اختیار و ہمت ہمیشہ از وقت مرگ کے **مَوْتًا قَبْلَ اَنْ تَمُوتَ** اوس کی اشارہ ہے  
 جب اس موت سے مرے تو مقصود و محبوب اصلی تہہ اوے اور جو موعود ہے منقود  
 ہو جائے بیت ہر کہ او جان بد بد زندہ بجانان باشد، ہر کہ در عشق بمیرد ہمت  
 جان باشد، اور یہ موت اس طرح ہوتی ہے کہ تمام لذائذ نفسانی اور حظوظ شیطانی  
 مباح اور غیر مباح سے پاک ہو اور صفات ذمہ اور حمیدہ سے نکل جائے یعنی کسی  
 چیز پر عازم اور قاصد نہ ہو جس طرح مردہ کچھ ہی عزم و قصد نہیں کہتا ہے اور آپ کو  
 اور اپنے جملہ کار و بار کو حضرت حق کی سپرد کر دے اور خود در میان سے اوتھ جائے  
 اور **اَفْوَضْ اَمْرَکَ اِلٰی اللہ** اپنا اور زبان کرے اور مثل مردہ پیش غسل کرے کہ مردہ  
 مطلقاً حرکت سکون از خود نہیں کرتا ہے اور یہ موت بجز انبیا و اولیا کے کسی کو  
 حاصل نہیں سوائے صاحب فرماتے ہیں کہ اگر انسان جائے کہ بعد موت معنوی کے  
 انبیا اور اولیا کو یہ حصول ہے تو ہر لحظہ دلچہ پی پکارتا رہے کہ الہی مجھے موت معنوی  
 ای عزیز اس موت سے مرنا مردوں ہی کا کام ہے اور جو اس موت سے مرنا ہے وہ  
 مقصود اعلیٰ کو پہنچ جاتا ہے بیت چور دزی بہ بیچارگی جان دہی تا ہمان بہ کہ  
 در پای جانان دہی، بیت ہرگز نمیدانکہ دلشن نہ شد بعشق، ثابت است  
 بر جریدہ عالم دوام ما، ای برادر یہ وہ موت ہے جس کو حضرت حق حکم فرماتے ہیں  
**فَاَمِنُوا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ** ورنہ آرزوی موت ظاہری منع ہے اور

اندوی موت معنوی فرض عین جو کوی اس موت سے مراد زندہ ابدی ہوا پس حضرت  
حق فرماتے ہیں کہ ای محبوب اگر عام و خاص اور اخص الخاص یہ معلوم کریں کہ تجھ کو میرے  
درگاہ میں یہ رفعت اور منزلت ہے پردہ غیب میں تو ہر لمحہ دلچسپ درخواست کریں کہ  
ای پروردگار ایک مرتبہ اوں مراتب سے ہم کو عطا کر لیکن وہ لوگ جو بیرون پردہ ہیں  
وہ نہیں جانتے مراتب اندرون پردہ کو از انجملہ ارشاد ہوتا ہے کہ ای غوث الاعظم تو  
میرے نزدیک خواب کرنے بھی خواب عوام پر تو دیکھے مجھ کو عرض کیا کہ ای پروردگار  
کس طرح سوؤں تیرے پاس ارشاد ہوا کہ لذات اور شہوات اور خطرات اور خطیات سے  
اپنے تن اور نفس اور دل اور روح کو پاک کر کے ذات میں فنا ہو جا اور اپنی ذات کو ذات  
دیکھہ تفصیل اوسکی یہ ہے کہ خواب عوام بالذات و شہوات باسائش تن و آرزوی  
نفس اور دل پر از کبر و کینہ اور حسد و حرص ہوتا ہے اور روح خطاب الہام سے پریشان  
رہتی ہے سو تو باترکیہ نفس اور تصفیہ دل اور تخلیہ روح با تجلیہ سر خواب کر تو مجھ کا  
دیکھے کہ اس طرح کی خواب میں بجز حق کچھ نظر نہیں آتا اور ظاہر ہے کہ خواب عوام عباد  
بے شعوری اور غفلت سے ہے اور برادر موت ہے کہ النوم راخ للوت پس  
شخص کہ بالذات اور شہوت اور کبر و کینہ اور حرص اور خطرہ سے سو یا وہ مرد سے بد  
ہے اسی سبب سے جو کچھ بیداری میں خیال اور خطرہ اور لذت اور شہوت رکھتا  
وہی خواب میں دیکھتا ہے اور خواب خواص اوسکے خلاف ہوتے ہیں کیوں کہ لوٹ  
خواب عبارت بخودی ابدی شعوری سے ہے اور باترکیہ نفس اور تصفیہ روح  
اور آرزوی وصال سے ہوتی ہے اسی سبب سے جو کچھ خیال بیدار میں رکھتے ہیں وہ  
خواب میں دیکھتے ہیں اوسیکانام فناء ذات فی الذات ہے اب پوشیدہ نہ  
کہ یہ فرمان حق معراج حضرت غوث الاعظم پر دلالت کرتا ہے کیوں کہ معراج سبب  
اولیاؤں کی خواب میں ہوتی ہے یعنی باطن میں کیوں کہ جب ان کو عروج باطن حاصل

تو شعور ظاہر سے بیخبر محض ہوئے اسی حالت کو خواب تعبیر کرتے ہیں زوایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی آتی تو روی مبارک سرخ ہو جاتا اور اعضا جنبش کر جاتے تھے اور شعور سے بی شعور ہو جاتے تھے اور بوی عبث اور مشک کا فور ظاہر ہوتے تھے اسی وقت اللہ جل شانہ حضرت کی باتیں کرتے تھے اور صحابہ آنکھیں رعب سے بند کر لیتے تھے اس حالت کو حضرت علماء باطن بی شعوری اور بیخودی اور معراج اور جمع الجمع بولتے ہیں اور اس حالت کا دیدہ اور شنیدہ اور گفتہ حضرت انبیا اور اولیا محال نہیں معلوم ہوتا اور تصدیق اوسکی دل سے باہمان کامل موتی ہے از انجملہ فرماتے ہیں کہ ای غوث الاعظم اپنے یاروں سے فرمادے کہ اگر کوئی میری صحبت سے تو اوسپر اختیار فقیر لازم ہے اور جب فقر انتہا کو مرتبہ پر پہنچے پر وہ ہنوں گے مگر میں یعنی موصوف بہ صفات من تفصیل افسران کی یہ ہے کہ فقیر پیرائے انبیا اور زینت اولیا اور تاج انبیا اور دواخ اولیا ہے جس کی کو اس خلعت سے سرفراز فرمایا اور ایسا تاج مکمل بجواہر معانی اوسکے سر پر کہا تو تمام عالم سے برگزیدہ اور قاب قوسین میں پہنچایا اور ندا سے اِذَا نَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ وَكَانَ عَيْشُهُ كَعَيْشِ اللَّهِ اوسکے واسطے بلند کردے اور فقیر وہ ہے جو حظوظ دنیاوی اور نفسانی سے دست بردار ہو اور فقیر مردہ ہے کہ حور و قصور پر نظر ہمت سے نہ دیکھے اور فقیر اوس سے زیادہ وہ ہے کہ ایکوا مد اپنی ہستی کو نظر میں نہ لائے جب از خود نیست ہوا تو ہمت بخدا ہوا یعنی پاس حضرت حق اور بندہ کا چار حجاب اشد ہیں اول حجاب دنیا و لذایذ اوسکے دوسری حجاب دین اور نعمتیں اوسکے تیسرا حجاب خودی اور کرامات اوسکے چوتھا حجاب شعور اور شعار اوسکے جب چاروں حجاب دور کرے نور ہو جائے اور جب نور برتبہ تمام پہنچا ہوا اللہ حاصل ہوا از انجملہ اہل شہاد ہوتا ہے ای غوث پاک سینے روح میں سر عاشقوں کے راہ رکھی ہے اور غفر من ظاہر میں کے اہل دل میں عارفوں کے اور سر میں

میں نے اپنے اسرار کا ایک محل بنایا ہے تفصیل اس قول کی یہ ہے کہ زائد لوگ تزکیہ نفس میں  
 کوشش کرتے ہیں یعنی اپنے بدن کو حدت اور نجاست سے صاف رکھتے ہیں اور زبان  
 کو غیبت اور فحش اور دروغ سے بچاتے ہیں اور ہاتھ کو آزار دہی سے کوتاہ کرتے ہیں  
 اور پیروں کو بیجا نہیں لیجاتے ہیں غرض ظاہر کی طہارت میں سعی اور کوشش کرتے ہیں  
 اور عارفین تصفیہ دل میں کوشش کرتے ہیں یعنی باطن کو صفات مذمومہ سے پاک  
 رکھتے ہیں اور جمیع حرکات اور سکناات خلق کی خالق سے جانتے ہیں اور آیتہ کریمہ  
 وَلِلّٰهِ خَلْقُکُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ زبان پر رکھتے ہیں اور عشاق لوگ تخلیہ روح میں سعی  
 کیا کرتے ہیں یعنی اپنی روح کو محبت غیر سے خالی رکھتے ہیں اور باطن کو مودت اغیار  
 سے پاک مصفا لیتے روح ادنیٰ ہمیشہ مشتاق دیدار اور شوق و ذوق یابین رہتی ہے اور غیر  
 سے بیزار اور خطاب عنایت یَجْهَدُونَ لِیَ وَیَجْعَلُونَ لَیَّ بِرْخُورِ دَارِ مَلِکِ سِرِّ انْشَانِ مَحَلِّ اسرار  
 اوسکی کشف حقیقت ہرگز جائز نہیں اور اس سے زیادہ نہیں ہو سکتا کہ اَلْاِنْسَانُ  
 سِرِّ تَیِّمٍ وَاَنَّا سِرٌّ وَخَلَقْتَهُ مِنْ نَفْسٍ ذَاتِی سِرِّ اِست درین عہد حقیقی گرشود آن کشف  
 بی شبہ نمون صورت معبود بر آید، اس جگہ ایک نکتہ ذہن فقیر میں آتا ہے کہ وہ اکثر اوقات  
 میں نے اپنے جدا مجد سلطان العارفین حضرت شیخ میر محمد قلندر قدس سرہ العزیز سے سنا  
 ہے کہ عالم دو دو حجاب سے محبوب ہے بہشت اور دوزخ دیں دنیا و نیکی و بدی و قہر  
 و لطف و قرب و خوف و رجا و نور و ظلمت و طاعت و گناہ جب سے حجاب و ثبہ  
 جاوین تب جمال و کمال ہے برخوردار ہو اور صاحب اسرار بنے جب تک ان میں بڑھے  
 گرفتار بلا ہے اور قرب بعد کا یہ حال ہے کہ سالک جب قرب معنوی و حقیقی و ذاتی کو  
 پہنچتا ہے تو قرب معانی و افعالی سے فریاد کرتا ہے کہ وہ بعد معلوم ہوتا ہے کیوں کہ  
 جب دیای ذات میں غوطہ مارتا ہے تو شعور بہت سی سے بی شعور ہو جاتا ہے جب تھوڑا  
 شعور رہا ہے تو قرب حضرت حق دیکھتا ہے سو اس قرب سے فریاد کرتا ہے اور آسائش



اپنی مرتبہ ذات میں جانتا ہے کہ وہ مقام تکمیل ہے اور قرب و بعد مقام تلویں یعنی جب تک کہ شعور خودی اور ہستی باقی ہے فریاد و قرب و بعد اور وصل و فصل بھی باقی ہے جب شعور خودی اور ہستی اوٹہ گیا فریاد بھی جاتی رہی از اجمالہ ارشاد ہوتا ہے کہ آی غوث پاک سوای انبیاء و رسل کے اور بھی میرے بندے ہیں کہ ان کے احوال سے کوئی مطلع نہیں نہ اہل دنیا سے نہ اہل آخرت سے اور نہ اہل بہشت سے نہ اہل دوزخ سے اور وہ بندے نہ عقاب کے واسطے پیدا ہوئے ہیں اور نہ حور و قصور کے لئے لپ خوشی ہے او سکو جو ایمان لاوے او کا اگرچہ نہیں پہچانتا او کو ای غوث بزرگ تو انہیں میں ہے اور بعضے علامات او کے دنیا میں یہ ہیں کہ او کے بدن قلت طعام سے سوختہ ہیں اور نفس او کی آرزو اور تمنا سے افسہ اور دل او کے خطرات سے وارستہ اور روح او کی خطاب سے پاک اور وہ لوگ اصحاب بقایں ہیں اور نار شوق بقایں جلے ہوئے ہیں تفصیل اس اجمال کی افشاء سر بہ بیت چاہتی ہے اور وہ کفر ہے اس لئے زبان کو بند کرنا مناسب وقت ہوا مگر اس تذکرہ زبان رشید قدس سرہ سے وقت تذکرہ اس مقام کے معلوم ہوا تھا کہ یہ محبوبان درگاہ اور معشوقان بابر گاہ لا ابالی ہیں کہ نہ بہشت پر نظر ڈالتے ہیں اور نہ حور و قصور کو دیکھتے ہیں اور نہ شہد و دودہ پر سہاوتہاتے ہیں اور نہ باغ اورستان کا میوہ کھاتے ہیں بلکہ یہ لوگ اوپر بہشت میں رہتے ہیں کہ لیس فیہا حوراً و لا قصوراً و لا لبن و لا عسل یجلی بناصحاً کیوں کہ او کی وجود کی خلقت صرف بنا بر شناخت اور محبت ذات کی ہے اور خلقت بصر محض واسطے معائنہ جمال و کمال حق کے اور خلقت سمع صرف واسطے سماعت کلام حق کے اور خلقت قلب صرف واسطے محبت ذات کے ہے یعنی او کی نظر سوائے جمال کے کہیں نہیں پڑتی اور سمع او کا سوائے کلام حق کے نہ پڑتا متوجہ نہیں ہوتا اور زبان او کی بجز سلام نہیں کہلتی چنانچہ حضرت سلطان الاولیاء غفرلہ اعظم جب دعا فرماتے تو یوں فرماتے اللہم اجعلنی فی بصری نورانی سمعی نورانی

وَفِي قَلْبِي نُورٌ وَفِي لِسَانِي نُورٌ وَاجْعَلْنِي نُورًا سَوِيَّهُ لَوْ كَافَكَ مِنْزَعُهُ هُنَا  
جس طرح حضرت حق اور حود و قصور اور جنت اور نار سے بے پروا اور بے باک ہیں اس لئے  
کہ یہ ہم تصرف اور ہم صفت حضرت حق کے ہے اور متصف بآوصاف الہی پس  
تَخَلَّفُوا بِاخْلَاقِ اللَّهِ وَاتَّصِفُوا بِأَوْصَافِ اللَّهِ اُونِ پُر صادق آتا ہے  
اگر کوئی سوال کرے کہ جب اونکو نہ پہچانا تو ایمان اونپر کس طرح لاوے تو جواب  
اوسکا یہ ہے کہ پہچان اور شناخت تین طرح کی ہوتی ہے تقلیدی استدلای  
تشہیدی اور شرعی طریق حقیقی اور ظاہری باطنی سری پس ایمان اونکی  
کمال ظاہری پر لاوے اور حقیقت حال سے بی معرفت رہے چنانچہ حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم فرماتے ہیں لِيْ مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعُنِي فِيهِ مَلَائِكَةٌ مُّقَرَّبَةٌ  
وَلَا بَنِي آدَمَ سَلَّ سَلِّيسٌ صَافٍ ثَابِتٌ هُوَ اَكْثَرُ مَرْتَبَةٍ اَوْ حَقِيقَةٍ حَالِ كِي كَسِيكُو خُبْرِيْنِ  
اور حضرت پیر مرشد فرماتے تھے کہ یہ پوشیدگی بمقتضای محبت در شک ہے کہ  
اور کوئی نہ پہچانے اور نہ جانے اس لئے کہ یہ لوگ محبوب حق ہیں اور اونکی شان ہے  
اُولِيَا ئِي مَحْتَقَابِيْ لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِيْ اور یہ لوگ ہمیشہ قبۃ نور عظمت  
میں رہتے ہیں اور کہو محبوب تھے دوسرے محبوب پر ظاہر ہونا نہیں چاہتا چنانچہ آثار  
میں وارد ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام قاب قوسین اَدْنٰی  
میں جب پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص سر سے پاؤں تک ایک کملی اوڑھی ہوئی پڑا ہے  
حضرت کو غیرت آئی تو آپ نے سوال کیا کہ مقام ادب میں یہ بے ادبی کیسی ہے  
وہ یہ کون سلبے ادب ہے اور مکان نیاز میں یہ بازو بے نیاز می کیسی ہے ارشاد ہو کہ یہ اولس تہ  
حضرت نے التماس کیا کہ من دیکھا چاہتا ہوں حکم ہوا کہ ستر برس کے بعد اُسے ٹھوڑی سی ستر اُن فرما  
ہے اور میری درگاہ لا اہالی میں اُسے عہد کیا گیا کہ بھکو دونو جہان سے پوشیدہ رکھتا کہ کوئی  
نہ پہچانے مینے ہی عہد کیا کہ نہ دکھلاؤں گا حضرت پیر و مرشد اس مقام پر فرماتے ہیں

کہ اگر نکتہ اوسکا کہو لکر کہوں تو عالم زیر و زبر ہو جائے بیت در خلوت گدایان مرسل  
 کجا بگنجد، از تنگنای معنی صورت چہ کاو آرد، بعد اس کلام کے دل حضرت کا  
 چاہتا تھا کہ کچھ اور فرما دیں مگر اتنا فرما کر خاموش ہو رہے کہ مصرع سخن بے مزاج  
 مستمع گویا، اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ نبی سے ولی افضل ہے کیونکہ فضیلت صریح  
 فضیلت کلی سے منافات نہیں رکھتی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو شخص نبی ہے وہ ولی بھی ہے  
 اور یہ نہیں ہے جو ولی ہے وہ نبی ہے اور یہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں  
 اتفاق ہوا تھا اوسکے اسرار میں مصرع زبان از بیانش نگہ دار و بس، اور ایسی مقام میں  
 حضرت پیر و مرشد فرماتے تھے کہ یہ مرتبہ لا تعین اور بے نشان کا ہے اور یہ نہیں حاصل  
 ہوتا جب تک جسم اور نفس اور دل اور روح حکم اور امر سے باہر نہ نکلے کیونکہ اول قدم درویش  
 کا تزکیہ نفس و جسم ہے اور دوسرا تصفیہ دل تیسرا تجلیہ روح چوتھا تخلیہ شریعتی جب  
 تک تزکیہ جسم و نفس سے خارج نہ ہو تصفیہ دل نہ پاوے گا اور جب تک تصفیہ دل  
 سے فارغ نہیں تجلیہ روح کہاں اور تا وقتیکہ تجلیہ روح میں پڑا ہے تجلیہ سر میر نہیں  
 اور جب تک اوس سے جدا نہیں ہوا اتصال مع اللہ مشکل ہے یہ سخن از بس دقیق ہے  
 بلکہ ادق یعنی مرتبہ ذات سب نشانوں سے بی نشان ہے اور جملہ تعینات سے منزہ و  
 پاک اور جملہ اعتبارات سے مبرا جب تک ان سب اعتبارات نہ گزرے مرتبہ لا تعین  
 حاصل نہیں ہوتا ہے اور جب تک جملہ نشانوں سے بی نشان نہ ہو جائے یہ نشان خیلہ دشوار  
 ہے **فہم من فہم** از انجملہ یک مرتبہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حق  
 سے سوال کیا کہ کون نماز در گاہ حق میں بزرگ اور نزدیک تر ہے ارشاد ہوا کہ وہ نماز نزدیکتر  
 اور افضل ہے جن میں میرے سواے غیر نہ ہو اور گزارندہ نماز میں غائب مجھے تفصیل اس کلام میں  
 یہ ہے کہ نماز شریعت یہ ہے کہ مصلیٰ عجز و نیاز سے حضرت کبریا میں حاضر ہوا اور مناجات  
 سے شکستہ کی اور در ماندگی اپنی ظاہر کری اور نماز طریقت یہ ہے کہ اپنی ہستی اور خودی

عروج کرے اور نماز حقیقت یہ ہے کہ اوسمیں عید خدا ہوا اور وہ مصلیٰ از خود غایب ہوا  
 چنانچہ حضرت شاہ ولایت کرم اللہ وجہہ ایک مرتبہ نماز پڑھتے تھے ایک شخص آیا  
 اور کہنے لگے کیا آپ کو خبر نہ تھی کہ کون لے جاتا ہے اسی طرح حضرت عبداللہ عبد العزیز  
 مکی رحمۃ اللہ علیہ علمدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض غزوات میں تشریف  
 لے گئے اور وقت نماز آیا تو نماز شروع کی لشکر چلا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 وصال ہوا اور صدیق اکبر حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا وقت خلافت  
 گزر گیا اور یہ حضرت نماز ہی میں غایب تھے آخر حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ  
 شاہ ولایت کے وقت میں ایک مرتبہ آپ کے یاروں کا گذر ہوا تو انہوں نے ایک  
 جہازی میں کبڑا ہوا دیکھا اور یہ حال شاہ ولایت سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ  
 وہ نماز حقیقت میں غایب ہے تکلیف نہ دو چنانچہ اب تک موت اونکی ثابت  
 نہیں ہے اور سلسلہ حضرات قلندر یہ اوہیں پرستہتی ہوتا ہے کہ اوس میں جنابت  
 واسطہ نہیں ہیں مگر دوسرا سلسلہ قلندریہ اور ہے کہ اوسمیں انتہا حضرت شاہ ولایت  
 پر ہے اور ثابت ہوا ہے کہ عبداللہ نے صفین میں حضرت ولایت مآب سے بیعت  
 کئی ہے اس طرح ایک مرتبہ حضرت غوث الاعظم نے عرض کیا کہ یارب کون روزہ تیرے  
 نزدیک افضل ہے ارشاد ہوا کہ وہ روزہ جس میں میرے سواے غیر نہ ہو اور صائم اوسمیں  
 غایب ہو جائے تفصیل اوسکی یہ ہے کہ روزہ شریعت عبارت اسکا آب و  
 طعام و جماع سے ہے اور روزہ طریقت کہنے اور نہ سننے اور نہ دیکھنے اور نہ چلنے  
 اور نہ لیٹنے سے ہے اور روزہ حقیقت یہ ہے کہ دل اور روح اور سر غیر حضرت  
 حق نہ ہو بلکہ خود اپنے شعور سے بے شعور ہو جائے اور فانی از خود اور باقی از حق ہو کہ  
 الصَّوْمُ لِي اس سے اشارہ ہے اور ایک مرتبہ حضرت غوث پاک نے عرض کیا کہ  
 یارب کون عمل تیرے نزدیک بہتر ہے حکم ہوا کہ وہ عمل جس میں سواے میرے مقصود نہ ہو

اور عامل اوسمیں غایب ہو تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جو عمل اللہ و لہ رضاء اللہ و لوجہ اللہ واقع ہو کہ اوسمیں امید بہشت ہو اور نہ توقع نجات دوزخ اور صاحب عمل غایب ہو عمل میں اور آپ کو درمیان سے اوتھا دے اور اجرت کی خواہش نہ کرے اور درگاہ عزت میں منت کا نام نہ لے اور ما توفیقی الا باللہ ولا یتحلّی شیء الا باذن اللہ کہتا رہے وہ عمل مقبول و نزدیک تر ہے اور یہی معنی ہیں آیت مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُتْرَكَ يِعْبَادَةَ رَبِّهِ لِحَالِ کی اور جب بطمع بہشت اور نجات دوزخ سے عمل کیا تو اس آیت کا شرک اوسکے دامن دل پر لگ گیا بعد اوسکے حضرت غوث پاک نے عرض کیا کہ کون توبہ تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا توبہ پاکون اور نیک نامون کی کاتب عرض کرتا ہے کہ میں نے اس کلام کی تصریح اپنے پیر و مرشد سے پوچھی تو ارشاد کیا کہ اسی فرزند توبہ تین قسم ہے ایک توبہ عام دوسری توبہ خاص تیسری توبہ اخصل الخاص توبہ عام تو شرک و کفر و گناہ سی ہوتی ہے اور توبہ خاص طلب ثواب و خوف عقاب طلب سعادت و دفع شقاوت و اتیان و امرار و اجتناب معاصی و اطمینان عبادت و تکیہ و صلاحیت سے ہوتی ہے اور توبہ اخصل الخاص شعور طاعت اور عصیان اور خودی اور ہستی اور پنداری سے ہے اگر غور و باشہ کسی وقت خطہ اونکا گزرے تو چاہئے نائب ہو جائے اور یہ توبہ عند اللہ مقبول و افضل ہے اور یہی توبہ خاص انبیاء علیہ السلام و اخصل الخاص اولیاء کی ہے بعد اوسکے ایک دن فقیر سالہ غوثیہ و بروے پیر و مرشد بیٹا تھا جب اس قول قدسی یہ بھیجا کہ يَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ لَيْسَ لَصَاحِبِ الْعِلْمِ غَدِي سَبِيلٌ مَعَ الْعِلْمِ اَلَا بَعْدَ انْكَارِهِ لَا نَهْ كَوْتَرَكَ الْعِلْمُ صَارَ شَيْطَانًا يَعْنِي اِي غَوْثِ بزرگ صاحب علم کو میرے نزدیک نہ نہیں علم کے ساتھ مگر بعد انکار اوس علم کے اس واسطے کہ اگر ترک کرے علم کو تو ہو جائے شیطانی لیکن بعد بیان معنی کے بنظر تاقصص سخت تحیر ہوا کہ صاحب علم کو موعہ علم حق سبحانہ تعالیٰ کے پاس نہ نہیں اور جب ترک

رے تو شیطان ہے یہ عجب اتفاق ہے آخر کار میں نے گستاخانہ گزارش کر لی کہ اوسکی  
 حنی کیا ہوئی شاید کلام غوث پاک میں تحریف واقع ہوئی ہے فرمایا کہ اول یہ سمجھتے  
 کہ صاحب علم مغرور بعلم ہے اور مغرور کو حضرت حق میں راہ نہیں ہے لیکن یہ شخص سخن  
 سے آگاہ نہیں معلم الملکوت کا حال غرور حاکم سے یہ پہنچا کہ نشان اِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِی  
 اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اوسپر قایم ہوا اور برصیا چار سو صندوق کتابوں کے حفظ کر چکا تھا  
 وہ بھی غرور علم سے برباد ہوا دوسری صاحب علم ہمیشہ قیل و قال میں رہتا ہے اور  
 تعلقہ زبان اوسکا حال ہو جاتا ہے کہ اوس سے بھی راہ بکھڑت حق محال ہے تیسری  
 صاحب علم تین وجود ثابت کرتا ہے ایک علم دوسرا عالم تیسرا معلوم اور راہ حق میں  
 ایک وجود کائنات درکار ہے یہ تثلیث خرابی ڈالتی ہے جو یہی علم مرتبہ صفات  
 میں ہے اور جب تک مرتبہ صفات سے نہ گزریگا مرتبہ ذات پر کب پہنچے گا ولہذا  
 حضرت شاہ ولایت کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے العلم حجاب الکبر بالجملہ رفع تعاض  
 یوں ہوتا ہے کہ علم حسن ہے اور جہل قبیح لیکن غرور علم پر سخت بد ہے کیونکہ مغرور محبوب  
 و اہل بندار مردود اور راہ حق سے دور پس اگر اوسکو ترک کرے خواہ حاصل کر کے  
 عمل نہ کرے تو جاہل ہے اور جاہل شیطان ہے کہ اوسنے علم پر عمل نہ کیا پس اول کلام قدس  
 الہامی ہیں اہل قبول اور انکے توابع کو ارشاد ہوتا ہے کہ علم پر مغرور نہ ہو اور مرتبہ  
 صفات سے درگذر اور مرتبہ ذات میں آئروپر ابلیس اور اسکے توابع کو فرماتے ہیں  
 کہ علم کو ترک کیا یعنی اوسپر عمل نہ کیا شیطان ہو گیا اور بعض حضرات صوفیہ فرماتے  
 ہیں کہ اگر علم کو ترک کرے شیطان ہو جائے یعنی یک رنگ اور یکہ اور دور رنگی  
 و دوئی سے دور ہو جائے یعنی عاشق صادق ہو جائے چنانکہ حضرت شیخ اکبر محی الدین  
 ابن عربی قدس سرہ العزیز فرماتے تھے کہ جب مرید شیطان اور پیر منافق نہ ہو وصول  
 بحق دشوار ہے یعنی مرید عاشق صفت چاہئے کہ ملا مت دو نوجہان کی قبول کرے

لیکن غیر حق سے متوجہ نہو جس طرح شیطان نے لعنت و ملامت دو نوجہان کی قبول کر لیا  
 مگر آدم علیہ السلام کو سجدہ نکلیا اور حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ غاشقی ابلیس پر  
 مسلم ہے اور معشوقی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت خواجہ حسن بصری  
 فرماتے ہیں کہ ابلیس راہ کی کوٹی ہی کہ وہ کاذب کو صادق سے جدا کرتا ہے اور صادقین کو داعی  
 راہی اور قاضی عین القضاات فرماتے ہیں کہ دو جوان اس میں آئے ایک حضرت صلوات  
 علیہ وسلم کہ آنجناب نے جملہ صفات محبوبی و مقبولی اپنے طرف پہنچی دوسرا ابلیس کہ  
 اوسنے جملہ لعنت محبوبی اپنے ذمہ لی فائدہ پوشیدہ نہ رہے کہ طریقہ متصوفہ محض صفا  
 ہے کیونکہ یہ لوگ سب مجتہدین کو بزرگ جانتے ہیں اور کسی کے قول پر طعن و تشنیع  
 نہیں کرتے اور تعصب و شرارت کو اونکے پاس راہ نہیں ہے بلکہ الصلح خیر پر مستقیم رہتے  
 ہیں اور بلا انکار چار مذہب سے اقتدا کرتے ہیں اور اصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے عہد میں یہ سبب صحبت آنحضرت و برکت آثار نزول وحی اور یر تو طل نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے جملہ نقوش ظلمت رسوم و عادات سے پاک اور قلوب لوٹ طبیعت اور شایبہ  
 نفسانیت سے بلا اشتراک تھے لہذا لوقایہ اونکے و سمت اختلاف سے معر اور قلوب  
 مرض ہو اسے مبرا تھے اور سبک رای اور یک دل تھے جب آفتاب رسالت پر حجاب غیبت  
 آیا تو امر جبہ قلوب اعتدال استقامت سے رو باخلاف لائے اور بقدر انحراف اختلاف  
 ظاہر ہوا اور جس قدر دوری عہد رسالت سے ہوتی گئی اختلاف ہی بڑھتا گیا اگرچہ  
 یہ اختلاف رحمت ہے اور خالی از حکمت نہیں اور کسی طرح اختلاف مجتہدین میں  
 جاے دم زدن نہیں ہے ہر ایک کا مسلک موافق کتاب سنت ہے مسلمان کو بلا اتباع  
 و تقلید اونکے چارہ نہیں ہے اور حضرات صوفیہ صافیہ سب تھے و مطیع و منقاد  
 مجتہدین ہوتے آئے ہیں اور بعضی ارباب ظاہر کہ بے اصل ہونے اس طریق کے قابل ہیں  
 اور کہتے ہیں چند مدت سے مردم اہل بدعت نے آپ کے صوفی قرار دیا ہے سو یہ کون







